سواد اعظم اہل سنت کا ساتھ دیجیے

حضرت علیؓ کی وصیت

نہج البلاغہ جلد دوم صلا میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:-

سیهلك فی صنفان محب مفرط يذهب به الحب الى غير الحق ومبغض مفرط يذهب به البغض الى غير الحق وخير الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان يد الله على الجماعة واياكم والفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الى هذا الشعار فاقتلوه ولو كان تحت عمامتی هذه۔ (نہج البلاغہ جلد دوم صلا)

عنقریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک محبت کرنے والا، حد سے بڑھ جانے والا جس کو محبت خلاف حق کی طرف لیجائے۔ دوسرا بغض رکھنے والا، حد سے کم کرنیوالا۔ جس کو بغض خلاف حق کیطرف لیجائے اور سب سے بہتر حال میرے متعلق درمیانے گروہ کا ہے جو نہ زیادہ محبت کرے نہ بغض رکھے پس اس درمیانی حالت کو اپنے لئے ضروری سمجھو اور سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور خبردار جماعت سے علیحدگی نہ اختیار کرنا کیونکہ جو انسان جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے حصہ میں جاتا ہے جیسے کہ گلہ سے الگ ہونے والی بکری بھیڑیے کا حصہ بنتی ہے آگاہ ہو جاؤ جو شخص تم کو جماعت سے الگ ہونے کی تعلیم دے اس کو قتل کر دینا اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو۔

اِفتراقِ اُمّت

شیعہ و سُنّی

کے

بُنیادی اسباب

مؤلف

علّامہ مُحبّ الدّین مِصری

مترجم

حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی

شعبۂ نشر و اشاعت

مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن حسن ابدال پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب افتراق امت

(سنی شیعہ)

اشاعت دوم	اپریل ۱۹۸۳ء
مطبع	ایس۔ٹی پرنٹرز دریا آباد گوالمنڈی راولپنڈی
تعداد اشاعت	دو ہزار

قیمت ۰۰/۵ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اشرفیہ

مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن محلہ اندرون حسن ابدال پاکستان

افتراقِ امّت
شیعہ و سُنی

کے

بنیادی اسباب

مؤلفہ

علّامہ مُحِبُّ الدّین الخطیب مصری

مترجم

حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن
حسن ابدال پاکستان

فہرست مضامین

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
پیش لفظ ۔	۴	قدرتی ردعمل ۔	۱۲
سُنی شیعہ اتحاد ۔	۴	سواد اعظم اہل سنت کا مظاہرہ ۔	۱۲
نئی کوشش ۔	۵	زعمائے اہل السنت کی حب الوطنی ۔	۱۳
مکہ معظمہ میں شیعہ سُنی علماء کا مشترکہ اجلاس بلایا جائیگا ۔	۵	سواد اعظم اہل السنت کے مظاہرہ کے بعد ردعمل ۔	۱۴
ناکام کوشش ۔	۵	خمینی کا نمائندہ ۔	۱۵
کانفرنس کہاں ہو ؟	۶	مبنی بر حقیقت بات ۔	۱۶
مسلمان دشمنی ۔	۶	ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے ۔	۱۶
عظیم المیہ ۔	۷	شیعوں کی ملتِ اسلامیہ سے عملاً علیحدگی ۔	۱۸
صدام حسین کا تصور ۔	۸		
ایران میں سُنی و شیعہ مسئلہ ۔	۸		
بنیادی اختلاف ۔	۸	نصاب تعلیم	۱۹
صحابہ کرام پر سب و شتم کا ایرانی انقلاب پر زور حامی ۔	۹	افسوسناک جسارت	۲۰
شیعہ فرقہ کی نئی تکنیک دھرنا مار اسکیم	۱۰	تمام رسول بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے ۔	۲۱
پاکستانی شیعوں کی دھرنا مار اسکیم	۱۰		
سانحہ نیو کراچی	۱۱	اپیل	۲۱

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
اظہار تشکر ۔	۲۲	ان کے افکار میں کوئی تبدیلی نہیں ۔	۴۱
مختلف اسلامی فرقوں اور متعدد اہل فقہ کے درمیان قرب و اتحاد	۲۳	تاریخ پر جھوٹ	۴۳
		ائمہ پر الزام	۴۳
اہم نکتہ ۔	۲۴	اماموں کے غیب داں ہونے کا دعویٰ اور حضور علیہ السلام کی وحی کا انکار	۴۶
افتراق کا بنیادی سبب ۔	۲۵	اماموں کا مقام رسول علیہ السلام سے بڑھکر ہے	۴[illegible]
اتحاد کے لئے ضروری ہے ۔	۲۵	اسلامی حکومتوں کے ساتھ اُنکا موقف ۔	۴۸
اتحادی ادارے ۔	۲۶	علقمی اور ابن حدید کی خیانت ۔	۴۹
اسباب تعارف کے چند ضروری مسائل ۔	۲۶	نجات کا دار و مدار اہل بیت کی ولایت پر ہے	
		تاریخ میں دخل اندازی	۵۰
		شیعہ کا اہل اسلام سے فروع ہی میں نہیں بلکہ اصول میں اختلاف ہے	۵۲
مسئلہ تقیہ ۔	۲۶	فرقہ نصیریہ کا وجود ۔	۵۴
قرآن کریم پر طعن ۔	۲۷	اہل اسلام کی دوستی	۵۵
حضرت علیؓ پر اُن کا جھوٹ ۔	۳۱	چاروں خلفاء راشدین کی باہمی محبت	۵۶
عیسائی مشنریوں کیلئے باعثِ خوشی ۔	۳۱	ہم کیوں اظہار براءت کریں ۔	۵۷
حاکموں کے بارے میں ان کی رائے	۳۴	اسمٰعیلیہ فرقہ	۵۹
شیخینؓ سے کینہ و عداوت ۔	۳۵	شیعہ خود ہی اتحاد کو نہیں چاہتے بلکہ انکا مقصد مذہب کی اشاعت ہے	۶۰
قاتل فاروق اعظم کی تعظیم ۔	۳۶		
عجیب عدالت ۔	۳۶	فتنہ بابیہ ۔	۶۲
شیعہ سے کمیونزم کی طرف ۔	۳۷	اصحابؓ رسولؐ (نظم)	۶۴
انتقام و تباہی کی خواہش ۔	۳۸	چند مجرب دوائیں ۔	
رجعت کا عقیدہ ۔	۴۱		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ــــــ

پیش لفظ

از قاضی شمس الدین احمد قریشی مہتمم مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن حسن ابدال

۱۳۹۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین کی توفیق بخشی تو اس دوران کئی ایک نئی کتابوں کے حاصل کرنے اور مطالعہ کے مواقع میسّر آئے۔ ان میں ایک کتاب الخطوط العریضہ بھی تھی۔ اس کے مؤلف حضرت الشیخ محب الدین الخطیب جمہوریہ مصر کے معروف محقق، عربی زبان وانشاء کے بہترین ادیب اور مفید ترین کتابوں کے مصنّف ہیں۔ خاص طور پر العواصم من القواصم مؤلف قاضی ابوبکر بن عربی (ولادت ۴۶۸ھ وفات ۵۴۳ھ) پر تعلیق وحاشیہ انکا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

سُنّی وشیعہ اتحاد

موصوف مؤلف اس کمیٹی کے ایک اہم رکن تھے جسے ایرانی شیعہ حکومت اور مصری سُنّی حکومت کی طرف سے فریقین (سنّی وشیعہ) کو آپس میں قریب لانے اور اتفاق واتحاد کی فضا قائم کرنے کا اہم کام سونپا گیا تھا جس کیلئے طویل جدوجہد کی گئی اور متعدد مجلسیں منعقد ہوئیں مگر جو نتیجہ اس عظیم کاوش کا ظاہر ہوا اُسے ہمارے پیش لفظ کے بعد صفحہ ۲۲ سے آپ حضرت علامہ موصوف کی زبانی سُنیئے۔

نئی کوشش

اہل سنّت کے حلقۂ اثر میں سے کچھ لوگ کوشاں ہیں کہ دونوں فریق باہمی قریب ہوجائیں۔ ان میں بریلوی حلقہ کے مشائخ علماء ولادت امام حسینؓ رضی اللہ عنہ کو مشترکہ مناکر قرب چاہتے ہیں اور وہ تو پہلے بھی "شیعہ سنّی بھائی بھائی" کا نعرہ لگا چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد صاحب بھی اس بحرِ بے کنار کی شناوری کا اعلان کررہے ہیں ملاحظہ ہو ان کا بیان :۔

مکہ معظمہ میں شیعہ سنی علماء کا مشترکہ اجلاس بلایا جائیگا

لاہور ۲۰ر فروری (نمائندہ خصوصی) کالعدم جماعتِ اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ شیعہ سنّی اتحاد کے سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کا مرکزی دفتر کام کر رہا ہے اور اعلیٰ مسجد کمیٹی برائے مساجد نے شیعہ اور سنّی مسلمانوں کو باہمی تصادم سے بچانے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں دونوں فرقوں کے نمایاں علماء کا ایک اجلاس بلایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ باہمی اختلافات حدود کے اندر رہیں اور سیاسی اختلافات نہ چھیڑے جائیں جن سے اسلام دشمن طاقتوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کے ان دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو تباہ کرنے کی سازش کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دو سال متقل اس سلسلہ میں بات کی تھی اور امام کعبہ کی سربراہی میں ایک وفد ایران بھجوایا تھا (نوائے وقت راولپنڈی ۲۱ر فروری ۸۳ء)

ناکام کوشش ــــ میاں صاحب اگر ہما کی تلاش میں نکلیں تو امکان

---

[1] تعجب ہے کہ آپ حضرات امت کے دو گروہوں کے درمیان عملاً صلح کرانے والی عظیم شخصیت حضرت امام حسنؓ کا یوم کیوں نہیں مناتے جنہوں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرکے امت کو مجتمع فرما لیا تھا۔

ہے کہ ان کے سر پہ آکر بیٹھ جائے مگر شیعوں کے دل سے اہل سنت کی نفرت نکل جائے تو یہ بالکل انہونی بات ہو گی جبکہ اس کی بنیاد ہی بغض و عداوت، نفرت و سب و شتم پر رکھی گئی ہے ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

خود ہی انصاف سے بتائیں امام کعبہ عبد بن سبیل جیسی عظیم شخصیت کو ایران بھیجکر کیا کمایا اور کیا گنوایا ؟

کانفرنس کہاں ہو؟

اگر میاں صاحب کو کانفرنس کرانے کا بہت شوق ہے تو حرمین شریفین کی سرزمین تو ان جھگڑوں سے پاک ہے بلکہ پوری سعودی مملکت میں سنی شیعہ کوئی جھگڑا نہیں اور نہ ہی وہاں محرم چالیسویں وغیرہ کے کوئی جلوس ہیں نہ ننگے پاؤں آگ پہ ماتم کا فراڈ ہے نہ سینہ کوبی اور زنجیر زنی ہے۔ اس لئے اُس پُرامن ماحول میں اس قسم کی کانفرنس کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ کانفرنس تہران یا قم میں ہو یا بغداد و نجفِ اشرف میں یا پھر کراچی و لاہور وغیرہ میں۔

مُسلمان دشمنی

شیعوں کے دل سے مسلمانوں کی عداوت نکال باہر کرنے میں کوئی کانفرنس کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ اس دَور تک کے اسی فرقے کے مصنفین و اکابر برابر عہد اول کے مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑکاتے رہتے ہیں اور خاص طور پر ایرانی، تو کسی قیمت پر عرب مسلمانوں کو معاف کرنے کو تیار نہیں۔ اسی دور کا ایرانی مؤلف تقیہ کے لباس کو تار تار کر کے پھینک کر تمام عربوں کے بارہ میں بشمول اہل بیت رسول علیہ السلام لکھتا ہے :۔۔۔۔۔۔ "جس دن سے سعد بن وقاص رضؓ نے خلیفہ دوم (حضرت عمرؓ) کے حکم سے ایران کو فتح کیا اسی دن سے ایرانیوں نے ایک کینہ اور

انتقام کی حس اپنے دلوں میں پرورش کرنی شروع کر دی تھی۔ باخبر حضرات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی بنیاد میں ہی اعتقادی مسائل کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی تھا۔ اھل ایران اپنی مملکت کی تباہی اور ہزاروں بے گناہ جانوں کے اتلاف کو مٹھی بھر ننگے پاؤں عرب بدوؤں کی طرف سے نہ قبول کر سکتے تھے نہ معاف یا فراموش کر سکتے تھے۔

اہل بیت رسولؐ کے ساتھ محبت کے پیچھے بھی ایک سیاسی علت کارفرما تھی ورنہ اسلام کے سب پیشوا اور عرب کے سب قبائل ایرانیوں کے لئے برابر تھے کسی کے ساتھ کوئی مخصوص تعلقات نہ تھے۔" (شیعہ مؤلف آقائے حسین کاظم زادہ ایرانی، تجلیات روح ایرانی فارسی ص۵۱ مطبوعہ تہران بار دوم[1])

ایک دوسرے مقام پر مؤلف مذکور لکھتا ہے :۔ " ابتدا اسلام سے ہی (حضرت) عمرؓ کے متعلق جس نے سلطنت ایران کو برباد کیا تھا ایرانیوں کے دل میں ایک کینہ اور عداوت پیدا ہو گئی تھی اگرچہ اس کینہ کو (محبت اھل بیت) کے مذہبی پردوں کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی گئی (تجلیات روحانی ایرانی فارسی ص۵۱ طبع دوم تہران)۔

عظیم المیہ

اس وقت عالم اسلام جن مصائب سے گذر رہا ہے لبنان و افغانستان۔ ایری ٹیریا اور ہندوستان میں آسام کے مسلمانوں پر جو قیامت صغریٰ ٹوٹی ہے وہ کس مسلمان پر مخفی ہے۔ مگر ان حالات و واقعات کے باوجود ایران و عراق جنگ میں کمی نہیں آئی۔ کھربوں روپے اسلحہ پر خرچ کئے جا رہے ہیں اور ہزاروں انسانوں کو تباہ کرایا جا رہا ہے مگر کسی مصالحت کنندہ کی بات خمینی صاحب سننے کو تیار نہیں یہانتک کہ :

[1] بحوالہ "رفض کی فریب کاریاں" ص۱۵ مؤلفہ قاضی شمس الدین صاحب نقشبندی ہزاروی۔

"امن کمیٹی کے اہم ارکان، رؤسا، و سلاطین کئی بار تہران و بغداد کا چکر لگا چکے ہیں مگر خمینی صاحب کسی کی ماننے کو تیار نہیں۔

صدام حسین کا قصور

صدر مملکت عراق صدام حسین کا بڑا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ خمینی صاحب کو اپنا روحانی پیشوا نہیں تسلیم کرتا اور شیعہ مذہب کا پیروکار نہیں۔ اگر صرف سوشلسٹ ہونے سے نفرت ہوتی تو خمینی صاحب کو حافظ الاسد سربراہ شام سے بھی اتنی نفرت ہوتی اور اس کے معزول کرانے اور اس کے خلاف بھی فتویٰ کفر جاری کرتے جبکہ وہ پکا البعثی کمیونسٹ ہے مگر اس سے اس لئے محبت و پیار اور دوستی ہے کہ وہ شیعہ کمیونسٹ ہے۔

ایران میں سنی و شیعہ مسئلہ

بعض لوگ نادانستہ اور بعض دانستہ طور پر غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ایران میں سنی و شیعہ کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس بارے میں ایران کے ایک مقتدر سنی عالم شیخ محمد بن صالح ضیائی ایرانی کا انٹرویو کویت کے ہفت روزہ" المجتمع" نے عربی زبان میں شائع کیا ہے، جسے ماہنامہ "الحق"[1] نے شائع کیا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

بنیادی اختلاف

چاہیے تھا کہ دونوں فرقے اس شان سے رہیں کہ ایک قوم معلوم ہوں اور انکے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہ ہو لیکن حقیقت اسکے خلاف ہے۔ ہمارا (اہل سنت) کا عقیدہ یہ ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم کا شمار اسلام کی مایۂ ناز اور مخلص شخصیتوں میں سے ہے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دخولِ جنت سے شرف یاب

[1] ماہنامہ الحق جلد ۱۰ شمارہ دوم صفر المظفر ۱۴۰۳ھ نومبر ۱۹۸۲ء۔

ہوں گے۔ اسکے برخلاف شیعہ معاذ اللہ انھیں جہنمی قرار دیتے ہیں۔ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ علماء اسلام کا منصب و مقام اقتدار وقت کی رہنمائی ہے اور شیعوں کا خیال خام ہے کہ علماء دین کو نبیوں کا درجہ حاصل ہے اور اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرح ان کا فیصلہ بھی قطعی اور آخری ہے۔ سنی و شیعہ کے مابین اسطرح اور بہت اختلاف ہیں تو پھر اتحاد و اتفاق کہاں ممکن ہے"؟

صحابہ کرام پر سب و شتم کا ایرانی انقلاب پُرزور حامی ہے

شیخ موصوف ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔ "اتنی بات تو بہرحال صحیح ہے کہ حضرت علی، حسن و حسین اور آئمہ شیعہ کو چھوڑ کر بقیہ سارے صحابہ کی اہانت اور ان پر سب و شتم کی حکومت تائید کرتی ہے۔ انقلابی نمائندوں نے تو باقاعدہ بعض دیہاتوں میں ایسے رسائل تقسیم کئے جن سے صاف صحابہ کرامؓ کی توہین اور ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔ ذمہ داران حکومت سے جب اسکی شکایت کی گئی تو محض سنی علاقوں میں ان رسائل کی تقسیم پر پابندی عائد کی۔ یہاں اس تلخ حقیقت کا ذکر بیجا نہ ہوگا کہ شیعہ برابر صحابہ کرامؓ کو خائن و غدار، فاسق و فاجر ملحد و لادین اور دوزخی اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پہ ابھی حال ہی میں رمضان سے قبل آیت اللہ خمینی نے ٹیلیویژن پر آخری بات کہدی کہ ماتم کی محفلیں سجائے رہنا ابتداءِ اسلام سے آجتک فرقہ ناجیہ کا خاص شعار رہا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ جو گریہ و زاری اور آہ و بکا نہیں کرتے۔ سیاہ لباس نہیں پہنتے وہ غیر ناجی ہیں۔ یہ آیت اللہ خمینی کا اہل سنت کے جہنمی ہونے کا صاف فیصلہ ہے۔ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں اس کی تائید کرتی ہیں اور اس قسم کی کتابوں کی نشر و اشاعت میں (انقلابی حکومت

کی طرف سے بھرپور تعاون کیا جاتا ہے (ماہنامہ الحق صفحہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۲ء)

شیعہ فرقہ کی نئی تکنیک دھرنا مار اسکیم

یوں تو یہ اسکیم سیدنا عثمان غنی رضہ کے خلاف بلوائیوں نے اختیار کی تھی مگر عہد حاضر میں اس کو چابلو کرنیکا شرف بھی خمینی صاحب کے پیروکاروں کے حصّہ میں آیا ہے۔ حج جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے مبارک موقع پر ایرانی قافلوں نے یکجہتی واتحاد کو پارہ پارہ کیا اور عالم اسلام کو رُسوا کرنے کی مکروہ کوشش کرتے ہوئے حرم مکی اور حرم مدنی میں جلوس نکالنے اور قدم قدم پر خمینی کے نعرے لگانے اور اس کی تصاویر کو بینر بنا کر پھرانے کی ہر جگہ کوشش کی اور پھر مسجد نبوی اور جنت البقیع کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور منع کرنے پر وہاں کی پولیس پر حملہ آور ہوگئے

انصاف کیجئے! کیا حج کا مقدس فریضہ اسی مقصد کے لئے ہے کہ اس کو سیاسی پروپیگنڈے کا ذریعہ بنایا جائے اور اگر عالم اسلام کے ۹۰ کروڑ افراد میں سے آئے ہوئے حجاج اپنے اپنے ملک کے شاہوں، صدروں، لیڈروں، عالموں اور پیروں کے نعرے لگائیں اور علیحدہ علیحدہ جھنڈے کتبے، تصاویر اور بینر اٹھائے ہوئے اپنے اپنے ملک و قوم اور اپنے اپنے سیاسی مسلک کے لئے جدوجہد میں مصروف ہوں تو حج کی یہ عبادت ایک جگ ہنسائی اور دنگہ فساد کا میدان نہیں بن جائیگا۔

پاکستانی شیعوں کی دھرنا مار اسکیم

پاکستان کے شیعوں نے بھی اس تکنیک کو آزمانا شروع کر دیا ہے۔ وہ ان مظاہروں اور جلوسوں سے حکومت پر دباؤ ڈال کر جائز و ناجائز مطالبات منوانے کے لئے جُھکانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے حکومت کی داخلی

اور خارجی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کیا ہے جبکہ پاکستان کی سرحد پر روس کی فوجیں اپنے تمام اسلحہ سے لیس موجود ہیں اور پاکستانی سرحد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بارہا وہ پاکستانی شہریوں کی جان و مال کو نقصان پہنچا چکے ہیں۔ ایسے حالات میں یہ مظاہرے حکومت کو بلیک میل کرنے کے لئے اور جھکانے کے لئے بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں جس کی ایک مثال تو ۳ / ۴ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں ہزاروں کی تعداد میں ملک کے مختلف حصّوں سے جمع ہو کر مظاہرہ اور سکریٹیٹ کا گھراؤ تاریخی دھرنا مار کر کیا اور اپنے مطالبات منوا لئے۔

سانحہ نیو کراچی

یہ سانحہ شیعہ تخریب کاری اور ملکی و شہری نظام کو درہم برہم کرنے اور اپنے مطالبات منوانے کے لئے ایک انتہائی غلط راہ کھولنے کے مترادف تھا۔ اس کی تفصیل اخبارات میں آچکی ہے ملاحظہ ہو۔ (ملخص از اخبار روزنامہ جسارت کراچی ۶ / فروری ۸۳ جنگ راولپنڈی ۷ / فروری۔ جنگ کراچی ۱۱ / فروری ۱۹۸۳ء)۔

گودھرا کالونی نیو کراچی میں سنی مسلمانوں کی ۲۰ / ۲۵ ہزار کی آبادی ہے اور صرف ۱۰ / ۱۵ گھر شیعوں کے ہیں۔ شیعوں نے سنی آبادی کے عین وسط میں ایک رہائشی پلاٹ پر غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنا لیا تھا۔ جہاں اشتعال انگیزی کرتے رہتے تھے۔ چونکہ یہ امام باڑہ غیر قانونی تھا اس لئے حکام نے ۷ / جنوری کو یہ فیصلہ کیا کہ اس امام باڑہ میں شیعہ مزید توسیع نہیں کریں گے اور اسکے بجائے امام باڑہ کے لئے ایک دوسرا پلاٹ مختص کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کو فریقین (سنی و شیعہ) نے تسلیم کر لیا تھا لیکن اسکے باوجود ۲۰ / جنوری کو شیعہ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہوگئے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور معاہدہ کی خلاف ورزی

کرتے ہوئے امام باڑہ میں نئی تعمیر شروع کردی۔

اہل السنت والجماعت نے جب انہیں اس سے منع کیا تو اشتعال میں آ کر انہوں نے امامباڑہ کے قریب سنّی مسلمانوں کے مکانوں کو آگ لگا دی اسی دوران قرآن پاک بھی جلائے گئے (العیاذ باللہ) لیکن شیعوں کی خلاف ورزی کے باوجود پولیس نے الٹا سنّی مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ اسکے باوجود تخریبکاری کی سازش کے تحت شیعوں نے جمع ہوکر ایم اے جناح روڈ کو بلاک کر لیا۔ اور ۴، ۵ رفروری بروز جمعہ و ہفتہ وہاں دھرنا مار کر بیٹھے رہے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور نعرے لگائے۔ انکے دباؤ میں آکر حکومت سندھ نے ان کے ناجائز مطالبات تسلیم کر لئے۔

قدرتی ردعمل

سواد اعظم اہل السنّت والجماعت کے اندر حکومت سندھ کی اس طرفداری اور شیعوں کی نازبرداری اور بے گناہ اہل سنّت کے نوجوانوں کی گرفتاری پر ردّعمل ایک قدرتی بات تھی۔ سواد اعظم کے وفد نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو صورت حال سے آگاہ کیا اور خاص طور پر گورنر سندھ سے تفصیلی ملاقات کی اور اپنے مطالبات پیش کیے۔ مگر جب محسوس کیا کہ ان نازک مزاج حاکموں سے مطالبات کی پذیرائی تو کجا شنوائی بھی دشوار ہے تو مجبور ہو کر سڑکوں پر نکلنا پڑا۔

سواد اعظم اہل سنّت کا مظاہرہ

مظاہرہ کیا تھا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جسکو کسی ایک روڈ کو بلاک کرنے کی ضرورت نہیں تھی درجنوں روڈ خود بخود بلاک ہو گئے۔ جیسے بی بی سی جیسے اہل سنّت کے بارہ میں متعصب ادارہ نے پانچ لاکھ نفوس سے بھی زیادہ بتایا۔ جو انتظامیہ کبھی روڈ تک شیعہ

مظاہرین کے سامنے ہاتھ جوڑتی رہی اس نے اہل سنّت کے پرامن مظاہرین سے نمٹنے کے لئے لاٹھیوں، شیلوں اور گولیوں کی زبان کو استعمال کیا۔ جس سے کئی مسلمان شہید ہوئے اور بہت سارے زخمی ہوگئے اور کرفیو تک نوبت پہنچی۔

زعماء اہل سنّت کی حب الوطنی

چونکہ یہ مسئلہ خالصتاً دینی اور مذہبی تھا جس سے سیاسی لوگ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے اس لئے اکابر اہل سنّت سواد اعظم نے حکومت سے تصادم اور توڑ پھوڑ کے راستے کو نہیں اختیار کیا بلکہ عوام کے جذبات صحیح سمت پر ڈالتے ہوئے پرامن رہنے کی اپیل کی۔ اب حکومت کا فرض ہے کہ مسائل کی حقیقت کو معلوم کرکے ایسا حل کریں کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور وہ اسباب ختم ہوجائیں جن سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ کسی فرقے کے اکابر کو سبّ و شتم اور لعن طعن نہ کرے۔ اور اپنی عبادات اور مذہبی رسوم کو اپنے اپنے عبادتخانوں اور مسجدوں میں ادا کریں نہ یہ کہ اپنی رسوم کے جلوس بازاروں اور گلیوں میں لے جا کر فساد برپا کریں۔

سواد اعظم اہل سنّت کے مظاہرہ کے بعد ردعمل

کراچی میں اہل سنّت کی طرف سے بے مثال مظاہرہ کے بعد سیاسی مذہبی لیڈروں کے بیانات ملاحظہ فرماویں

- خان فدا محمد خان کالعدم مسلم لیگ کے ایک سابق وزیر نے اہل سنّت کے اپنے جائز مطالبات کے لئے مظاہرہ پر اپنے ایک اخباری بیان میں کہا:

"قیام پاکستان کے مخالف عناصر ملک میں خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں" (جنگ اخبار راولپنڈی ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)۔

• شاہ فرید الحق، کالعدم جمعیت علماء پاکستان کے ڈپٹی جنرل سکرٹری بولتے ہیں:۔
"بعض عناصر مسلمانوں کے مابین منافرت اور محاذ آرائی کی کیفیت پیدا کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں بیرونی مالی امداد حاصل ہے آج ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے پریس کو جاری کیا گیا۔ (جنگ ۱۹ فروری ۸۳ء)

• مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے کہا:۔
کراچی میں وہ لوگ ہنگاموں میں شامل ہیں جو نظام اسلام کے قانون میں رکاوٹ ڈالنا اور امن و امان تباہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی اور ابتک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔" (نوائے وقت اخبار راولپنڈی ۲۴ فروری ۸۳ء)۔

• سواد اعظم ایکشن کمیٹی۔
کمیٹی کے مرکزی کنوینر مولانا غلام رسول چشتی نے کہا:۔" امت مسلمہ کے متفقہ عقائد کے برعکس ایک محدود گروہ نے فرقہ واریت کو ہوا دے کر ملک کا امن و امان خراب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ و سنی امن و امان اور بھائی چارے سے اکٹھے رہ رہے تھے اور کبھی کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ مولانا نے بتایا کہ سواد اعظم ایکشن کمیٹی کا قیام اسلئے عمل میں[1] لایا گیا ہے کہ ہر سطح پر اس گروپ کا محاسبہ کیا جائے۔ (جنگ راولپنڈی یکم مارچ ۱۹۸۳ء)۔ "یاد رہے اس کمیٹی کے صدر محمود شاہ ہزاروی ہیں۔"

---

[1] راتوں رات یہ کمیٹی عمل میں لائی گئی اور نام بھی ہیر پھیر سے سواد اعظم رکھا تا کہ لوگوں کو جال میں پھنسایا جاسکے۔ "نیا دام لائے پرانے شکاری"۔ دراصل یہ کمیٹی اہل سنت کے مخالفین کی ترجمان ہے جو شیعہ و سنی کے عقائد کو امت مسلمہ کے متفقہ عقائد بنا کر دھوکا دینا چاہتی ہے جبکہ شیعہ، اہل سنت کے عقیدہ کے برخلاف اماموں کو معصوم اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک معصوم اور مامور من اللہ صرف انبیاء علیہم السلام ہیں (شرح عقائد)۔

• خمینی صاحب کا نمائندہ:۔
"پاکستان کے لئے آیت اللہ خمینی کے نمائندہ آیت اللہ طاہری نے شیعہ و سنی مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اسلام دشمن عناصر کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ انہوں نے کہا سب مسلمان ہیں اور ایک ہی مذہب، ایک کتاب اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں اور ہمارا قبلہ بھی ایک ہے اس کے بعد بعض جزئی اور ثانوی معاملات کو ہمیں باہم ٹکڑے کرنیکا باعث نہیں بننا چاہیے۔" (نوائے وقت راولپنڈی ۳ مارچ ۱۹۸۳ء)۔

انصاف فرمائیے! ذرا غور سے ان تمام بیانات کو پڑھئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بیانات بیاں باز آیت اللہ کی ہلائی ہوئی تار کے مطابق راگ الاپ رہے ہیں جو کہ مختلف پیرایوں سے اہل السنت والجماعت کے حق میں ایک ہی مظاہرہ سے ایسے بوکھلا گئے ہیں کہ اب پبلک کا ذہن مسموم کرنے کے لئے جھوٹے الزام اور بہتان تراش رہے ہیں۔

• اسلام دشمن عناصر کی سازش • قیام پاکستان کی مخالفت • پاکستان کو تسلیم نہیں کیا • بیرونی ہاتھ • بیرونی امداد حاصل ہے • امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں • اسلامی قانون میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں • پاکستان کے مخالف خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں۔

اہل السنت کے خلاف یہ واویلا کرنے والے اس وقت کہاں تھے جبکہ شیعہ نے اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۳، ۴ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد کا گھیراؤ کیا اور طاقت سے اپنے مطالبات منوائے اور پھر کراچی میں ۴، ۵ فروری کو دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور ایم اے جناح روڈ کو بلاک کیا اور اپنے مطالبات کے سامنے سندھ حکومت کو جھکا لیا۔ اس وقت تو کسی سیاسی یا مذہبی شیعہ سنی لیڈر نے

نہیں کہا کہ شیعہ امن وامان تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی قانون کے نفاذ میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ انہیں بیرونی امداد حاصل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اُس وقت خاموشی اور اب آسمان کو سر پہ اٹھانا اور ایکشن کمیٹیاں بنانا کس بات کی غمازی کرتا ہے۔ کیوں نہ کہا جائے کہ یہ بیان باز زبان حال سے کہہ رہے ہیں ؎

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُنکی
انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُنکی

مبنی بر حقیقت بات

ان ناخدا ترس لوگوں نے اپنی لیڈری چمکانے اور دنیا کے کچھ وقتی منافع کے لئے جھوٹ تراشے اور طرح طرح کے بہتان باندھے جن میں سے کچھ کا ذکر اوپر آچکا ہے مگر اس سانحہ کراچی کا مبنی بر حقیقت بیان صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کا ہے جو ملک کے حالات اور تمام پارٹیوں کے بارہ میں صحیح معلومات رکھتے ہیں کہ کون ملک دشمن اور ملک کے امن و امان کو تباہ کر رہا ہے اور کس کو بیرونی امداد حاصل ہے۔ وہ اپنے ایک بیان میں اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ابتدا بعض شیعہ حضرات سے ہوئی جو دھرنا مار کر بیٹھ گئے اس کے بعد اہل سنت آ گئے بعد میں اہل سنت بریلوی مکتبِ فکر کے لوگ آ گئے کہ وہ کیوں کسی سے پیچھے رہیں۔
(نوائے وقت ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)۔

نیز فرمایا کہ کراچی کے واقعات میں نہ تو کوئی سیاسی ہاتھ کار فرما ہے اور نہ ہی کوئی بیرونی عنصر (جنگ راولپنڈی ۲۵ فروری)۔

ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے! تھوڑے عرصہ میں شیعہ فرقہ کی طرف سے درجنوں

ایسی کتابیں نئی تصنیف کی گئی ہیں جن میں اکابر صحابہ کرام سیدنا فاروق اعظم و حضرت عثمان غنی اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ پر وہ بہتان و الزام تراشے گئے ہیں اور اتنی دلآزاری کی گئی ہے جس کی مثال اسلامی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اتنے بکواس اور گالیاں تو راج پال نے بھی اپنی رسوائے زمانہ تصنیف "رنگیلا رسول" میں بھی نہیں دی ہونگی جتنی پاکستان کی سرزمین میں لاہور جیسے شہر میں رہ کر ذاکر غلام حسین جعفری نجفی نے اپنی تصنیف قول مقبول میں دی ہیں جسے اب بلوچستان کی حکومت نے ضبط کیا ہے۔ ان حالات میں جو اہل سنت کو اتحاد کا سبق یاد دلانا چاہتے ہیں یا نام نہاد اہل سنت کے دعویدار اہل سنت کو دبانے کے لئے ایکشن کمیٹیاں بنا کر محاسب بن رہے ہیں اور دعوے کر رہے ہیں کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں پیش آیا۔ کیا حضرت عائشہ کو گالی دینا اور حضرت عثمان کو برا کہنا اور تمام صحابہ کرام کو خائن و غاصب بتانا اور پھر سنیوں کی دکانوں کو آگ لگانا جیسا کہ گڑھ مہاراجہ میں پیش آیا ہے جس سے لاکھوں روپے کی املاک جل کر تباہ ہو گئی ہیں۔ یہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں؟ جبکہ اس دور میں شیعہ خود تقیہ کو چھوڑ کر ڈنکے کی چوٹ پر کام کر رہے ہیں تو آپ بھی کھل کر ایک طرف ہو جائیں اور سنیت کا لیبل اتار دیں تاکہ سادہ لوح اہل سنت تمہارے فریب سے نکل سکیں۔ اور اپنے صدر محمود شاہ کی تصنیفات کو بغور پڑھ لیں تاکہ آپ حضرات کو معلوم ہو جائے کہ وہ اصلیت کے لحاظ سے کس پلڑے میں ہیں۔ ورنہ کم از کم حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی کی تحریریں ان کے بارہ تسلی کرا دیں گی انہی کو دیکھ لیں۔

اتحاد و اتفاق کی ضرورت

ذرا سی عقل رکھنے والا شخص بھی اس ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور خاص طور پر

اس وقت جن حالات سے مجموعی امت مسلمہ گذر رہی ہے اور جن مصائب سے دوچار ہے اتحاد و اتفاق امت کی انتہائی ضرورت ہے مگر وہ واقعہ میں اتحاد ہو ورنہ اگر بقول قرآن پاک کے تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى دلوں میں بغض و مخالفت اور زبان سے اتحاد ہوا تو اس سے اختلاف اور بڑھے گا۔
جیسا کہ ایران میں خمینی صاحب اتحاد و اتفاق کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور انکے نمائندہ نے یہاں بھی ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک قبلہ کی بات کی ہے مگر آجتک تہران جیسے شہر میں لاکھوں سنیوں کے لئے ایک مسجد بھی نہیں بننے دی اور پاکستان کے سنیوں کے پورے شہر میں شیعوں کے دو گھروں کے لئے امامباڑہ ہونا چاہیئے اور وہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا۔ حکومت ایک کمیشن مقرر کرے جو معلومات حاصل کرے جو حقوق ایران میں سنی اقلیت کو حاصل ہیں وہی حقوق شیعہ اقلیت کو دیئے جائیں تاکہ ہمیشہ کا جھگڑا ختم ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اصل اسباب کو بغور دیکھیں اور پڑھیں کہ اتحاد کی راہ میں اصل رکاوٹ کیا ہے

شیعوں کی ملت اسلامیہ سے عملاً علیحدگی

شیعہ مکتب فکر کے لوگ یا اہل سنت میں سے اُن کی ترجمانی کرنے والے حقیقت میں اتحاد اتحاد پکار کر اہل سنت کو خواب غفلت میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ ورنہ پوری دنیا کو علم ہے کہ شیعہ نے اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے مکمل طور پر علیحدہ کر لیا ہے۔

(۱) اسلام کا وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر پیش فرمایا اور اسے قبول کرنے والوں کو اپنی جماعت میں شامل فرمایا۔ اب اس کلمہ میں شیعوں نے مستقل طور پر اضافہ کر دیا ہے جو کہ علیؓ ولی اللہ وصی رسول اللہ وغیرہ ہے بلکہ اب تو

امام خمینی کے نام کا کلمہ بھی مشتہر کیا جا رہا ہے۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الامام الخمینی (تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء بروز اتوار)

(۲) اذان جسے خاتم النبیین علیہ السلام نے مسجد نبویؐ سے شروع کرایا اور جس کی آواز پورے عالم میں گونج رہی ہے اسے بھی بدل دیا جس کا مظاہرہ روزانہ امامباڑہ کے لاؤڈ اسپیکر سے ہوتا ہے۔

(۳) وضو اور نماز جیسی عبادت میں وہ امت مسلمہ سے یکسر جدا ہیں۔ اور جماعت کے مسئلہ میں تو وہ امام معصوم کے انتظار میں ہیں اسلئے نمازیں علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہیں

(۴) قرآن پاک کے بارے میں جو اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے انکے عقائد اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۵) **نصاب تعلیم** دینیات کا وہ نصاب جو مسلمان بچوں کو پڑھایا جاتا تھا اس کے خلاف احتجاج اور مظاہرے کرکے شیعہ طلبہ کے لئے جداگانہ نصاب منظور کرا کے ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہو گئے۔

(۶) عہد رسالت سے ابتک زکوٰۃ ایک تھی جو اسلامی حکومتیں پوری امت سے وصول کرتی تھیں جسمیں فقہی مکاتبِ فکر کا کوئی لحاظ نہیں تھا مگر اب شیعہ نے حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اپنا مطالبہ مظاہرں کے زور سے منوا لیا ہے۔ عُشر کا نفاذ بھی اہل سنت پر ہوگا شیعہ عُشر نہیں دینگے تعجب کی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ اور عُشر لینے میں تو پیش پیش ہیں۔ لینا تو ناجائز نہیں لیکن دینا ناجائز ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

(۷) اسلامی تعزیرات کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ چور کے ہاتھ کاٹنے اور دیگر حدود کے بارے میں بھی وہ ملتِ اسلامیہ سے جداگانہ تصور رکھتے ہیں۔

(۸) سلام جو مسلمانوں کی پہچان ہے۔ اس تک کو انہوں نے ترک کر دیا ہے۔ اور وہ آپس میں ملتے ہوئے یا علی مدد۔ مولا علی مدد، کہتے ہیں۔

(۹) حج کے مسئلہ میں بھی وہ امت محمدیہ علیہ السلام سے جدا ہیں۔ اِن کی عورتیں محرموں کے بغیر حج پر جا سکتی ہیں اور حج میں جا کر بھی مناسک حج کی فکر سے زیادہ مذہبی اور سیاسی پروپیگنڈا اور نوحہ کی مجلسیں قائم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ خواہ اس کے لئے کرایہ کے نوحہ خواں ڈھونڈنے پڑیں[1]۔

(۱۰) اہل اسلام کا پختہ عقیدہ ہے کہ دینِ اسلام خدا کا آخری دین ہے اور مکمل ہو چکا اور خاتم النبیین علیہ السلام نے اپنا کام مکمل فرمایا اور اسے ادھورا چھوڑ کر تشریف نہیں لے گئے۔ تکمیل دین کا آخری اعلان حج الوداع کے موقعہ پر جمعہ کے روز رب العلمین کی طرف سے لاکھوں کے مجمع میں حج کے مقدس اجتماع میں ان الفاظ سے کیا گیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

افسوسناک جسارت

اب اس کے مقابلہ میں خمینی صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔

تہران ٹائمز کے انگلش تراشے کا ترجمہ۔ اتوار ۲۸ جون ۱۹۸۰ء

خمینی صاحب نے امام مہدی کی پیدائش کے بارے میں نیشنل ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا :-

[1] خمینی صاحب نے اپنے محرم کے خطبہ میں تاکیدی حکم دیا کہ گریہ کی مجلس ترک نہ کریں اور بتایا کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے چند لوگوں کو اجرت دیکر دس سال منیٰ میں گریہ کرنے کی وصیت فرمائی (ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء)

" امام زماں سماجی بہبود اور انصاف کا پیغام لائیں گے۔ جس سے تمام دنیا کی کایا پلٹ جائیگی۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکمل طور پر کامیاب نہ ہوئے تھے۔ اگر رسول اللہ کے لئے مسلمانوں کو بہت خوشی ہے تو امام زمان کے لئے تمام انسانیت کو بہت خوشی ہونی چاہیے۔ میں اسکو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے۔ میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ اسکا کوئی دوسرا نہیں۔"

تمام رسول بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے

خمینی صاحب کی ایک دوسری تقریر جو کہ تہران ریڈیو سے نشر ہوئی اور جسے کویت کے روزنامہ "الرای العام" نے شائع کیا۔ بحوالہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء۔

" اب تک کے سارے رسول دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے، امام مہدی کی ہستی ہے اور وہ مہدی موعود ضرور ظاہر ہوں گے"۔

اپیل

آخر میں تمام اہل اسلام سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ خمینی صاحب کے ان خیالات کو جن سے امت مسلمہ کے ختم نبوت اور تکمیل دین کے بنیادی عقیدے کو مجروح کیا گیا ہے بغور پڑھیں اور پھر خود فیصلہ فرمائیں کہ ان خیالات کے ہوتے ہوئے اہل سنت ان کے ساتھ کس طرح اتفاق و اتحاد پیدا کر سکتے ہیں؟

جشن ایران میں شریک ہونے والے بعض سنّی مدعوین جو ان کا نمک کھا کر اور ان کے خیالات سے بہرہ ور ہو کر خمینی صاحب اور ان کی حکومت کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی خدارا خمینی صاحب کے ارشادات کو غور سے پڑھیں اور اپنی آنکھیں بند نہ کریں۔ ورنہ ان کے ذریعہ جو لوگ راہِ راست سے بھٹکیں گے ان کا وبال بھی انہی پر آئے گا۔ اور سوچ لیں کہ کل قیامت کو حضور نبی کریم علیہ السلام اور صحابہؓ کے سامنے کیا عذر پیش کریںگے ؟

اس کتاب کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھنے والے ہر فرد کو سنّی ہو یا شیعہ یہ معلوم ہو جائیگا کہ اصل رکاوٹیں کیا ہیں اور ان کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر تمام مکاتب فکر، سنّی و شیعہ، اہل حدیث۔ دیوبندی۔ بریلوی وغیرہ متحد ہو کر اپنے اصل دشمنوں کیمونسٹوں، صیہونیوں اور دیگر وہ اقوام جو مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اظہار تشکر: آخر میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی قسم کا بھی تعاون فرمایا ہے۔

والسلام

قاضی شمس الدین احمد قریشی
۲۰ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ
بروز اتوار ۶ مارچ ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختلف اسلامی فرقوں اور متعدد اہل فقہ کے درمیان قرب و اتحاد

مسلمانوں کے افکار و خیالات و مقاصد میں جوڑ و اتحاد پیدا کرنا اسلام کے اہم تقاضوں میں سے ہے۔ نیز قوت، ترقی اور اصلاح کے وسائل میں سے ہے۔ اور یہ قرب و اتحاد اہل اسلام کے افراد اور جماعتوں کے لئیے ہر زمان و مکان میں بہترین خیر ہے۔

اور اس تقریب کی دعوت دوسری اغراض سے پاک ہو اور نیز اس کا نقصان جو اس کی تفاصیل کے بعد مرتب ہو اگر نفع سے بڑھ نہ جائے تو اس کا قبول کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور ساتھ ہی اس اتفاق کے سلسلہ میں کامیابیوں کے لئے تعاون کرنا بھی ضروری ہے۔

پچھلے چند سالوں میں اس دعوت کا خوب چرچا ہونے لگا اور رفتہ رفتہ اسکا اثر بڑھنے لگا یہانتک کہ یہ بات ازھر شریف تک پہنچ گئی۔ جامعہ ازھر اہل السنّت والجماعت کی عظیم ترین اور مشہور دینی درسگاہ ہے جو مذاہب اربعہ کے موافق اہل سنّت کی تعلیم کا پرچار کرتی ہے۔

یوں تو صلاح الدین ایوبی مرحوم کے دور ہی سے مسلسل اتحاد و جوڑ کی کوشش ہو رہی تھی مگر اس کا دائرہ اب ازھر شریف نے مزید بڑھا دیا اور اہل سنّت کے علاوہ دیگر مذاہب کو سمجھنے کی کوشش شروع کی اور سب سے زیادہ توجہ

مذہب شیعہ اثنا عشریہ امامیہ پر مبذول کی گئی اور اب بھی اس راستے پر محنت ہو رہی ہے اسلئے یہ عظیم موضوع اس قابل ہے کہ اس کو پڑھا جائے اس پر بحث کی جائے اور اس کو ہر اس مسلمان پر پیش کیا جائے جس کو اس سلسلہ سے کوئی ادنےٰ سا تعلق و واقفیت ہے۔ اور اس موضوع کی مشکلات اور نتائج تک پہنچنا چاہتا ہے جبکہ یہ دینی مسائل طبعاً مشکل بھی ہیں تو ضروری ہے کہ اس موضوع پر محنت نہایت ہی حکمت و بصیرت اور میانہ روی سے ہو۔ اس بحث کے علمی دلائل اس پر کھلے ہوئے ہوں اور اس کا قلب علم الٰہی کے نور سے منور ہو اور نیز وہ فیصلہ کرنے میں انصاف کا دامن چھوڑنے والا نہ ہو۔ تاکہ اس محنت کے مطلوبہ نتائج سامنے آسکیں۔

اہم نکتہ

پہلی بنیاد جس کو اس کام میں ہم ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ جن مسائل میں کئی ایک فریق ہوں تو ان میں تمام فریق رغبت رکھیں تو کامیابی کے امکانات روشن ہوتے ہیں اور اگر رغبت یکطرفہ ہو، فریق ثانی میں رغبت نہ ہو تو نتایج خاطر خواہ نہیں برآمد ہو سکتے۔

سُنّی شیعہ اتحاد پر ہم آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتے ہیں"۔ ایک حکومت نے جس کا سرکاری مذہب شیعہ ہے مصر" میں ایک دفتر بنایا اور اس کا تمام تر خرچ برداشت کیا۔ اس مہربان شیعہ حکومت نے اس سخاوجود کے ساتھ صرف ہم اہل سنّت کو مخصوص کیا مگر اپنے اہل وطن و ہم مذہب لوگوں کے ساتھ بخل کا مظاہرہ کیا۔ اس قسم کا کوئی ادارہ جو شیعہ و سنّی اتحاد کے لئے کام کرنا۔ تہران۔ قم۔ نجف اشرف۔ جبل عامل وغیرہ میں جو شیعہ مذہب کے نشر و اشاعت کے مراکز ہیں۔ ان میں قائم نہ کیا۔ بلکہ اسکے برعکس ان پچھلے برسوں سے شیعہ مذاہب کے مراکز سے ایسی کتابیں شائع ہوتی رہیں جن کی وجہ سے باہمی افہام و تفہیم مکدر ہوئی اور اتفاق و اتحاد کی عمارت کی بنیادوں تک کو ہلا دیا۔ جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

ان میں سے صرف ایک کتاب "الزھرا" نامی جسے علماء نجف نے شائع کیا ہے جسے استاذ البشیر الابراہیمی شیخ الجزائر نے اپنے ایک سفر عراق میں دیکھا۔ اس کتاب میں انہوں نے امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب کے بارہ میں لکھا ہے کہ عمر ایسی بیماری میں مبتلا تھے جو صرف انسانوں کے پیشاب ہی سے شفا پا سکتی ہے۔

وہ ناپاک روحیں جن سے اس قسم کے مذہبی گناہ سرزد ہوں وہ زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہیں کہ ان کو رواداری کا سبق دیا جائے اور اتحاد و اتفاق کی دعوت پیش کی جائے بہ نسبت اہل السنّت والجماعت کے جبکہ اہل سنّت کو اہل بیت کیساتھ شیعہ سے زیادہ محبت ہے۔

افتراق کا بنیادی سبب

افتراق کا سبب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل بیت کے محب صرف ہم ہی ہیں اور نیز اصحاب رسولؐ کے ساتھ مخفی اور ظاہری کینہ اور بغض ہے۔ صحابہ کرام اسلام کی عمارت کی اساس و بنیاد ہیں۔ یہ عمارت ان کے مونڈھوں پر قائم ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو لوگ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے بارے میں اس قسم کا ناپاک کلام کریں یہ لوگ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ انکے کینہ اور کھوٹ کو دور کیا جائے اور اہل السنّت والجماعت کے اس پیارے موقف کا شکریہ ادا کریں کہ اہل بیت کی محبت سے ان کے دل سرشار ہیں اور ان کی تعظیم و اکرام کے بارہ میں کوئی تقصیر نہیں کرتے البتہ اگر اس کو تقصیر سمجھ کر ہم اہل السنّت اہل بیت کو معبود نہیں سمجھتے اور ان کو خداوند تعالیٰ کے ساتھ کسی معاملہ میں بھی شریک نہیں سمجھتے جس کا مختلف مواقع میں فریق ثانی کی طرف سے مظاہرہ ہوتا ہے تو ہم کسی قیمت پر بھی اس اتحاد کو نہیں قبول کر سکتے جس میں ہمیں غیر اللہ کی عبادت کرنی پڑے اور توحید خالص سے ہاتھ دھونے پڑیں

اتحاد کے لئے ضروری ہے

کہ طرفین میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور قریب

کرنے کا جذبہ کارفرما ہو اور جب تک سالبہ موجبے سے نہ مل جائے نتیجہ نہیں برآمد ہو سکتا۔ یکطرفہ کوشش سعی لاحاصل ہے جس کا ابتک مظاہرہ ہو رہا ہے۔

اتحادی ادارے

اہل سنت کے ایک مرکزی مقام مصر کے علاوہ شیعہ مذہب کی ریاستوں میں سے کسی شہر میں بھی اس قسم کا کوئی ادارہ نہیں جہاں سے شیعہ سنی اتحاد کی آواز اٹھائی جاتی ہو اور نہ ہی کسی شیعہ درسگاہ میں اہل سنت کے موقف کو سمجھنے کی اور اتحاد کی تعلیم دی جاتی ہے تو اگر یہ کوشش صرف ایک فریق کے مرکز میں ہو جیساکہ ازھر میں ہو رہا ہے اور دوسرا فریق اس پر توجہ نہ دے تو اس پر توجہ نہ دے تو اس کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

اسباب تعارف کے چند بنیادی مسائل

اسلامی فقہ۔ فقہ اسلامی کے اہل سنت و اہل شیعہ کے ہاں مصدر و مرجع ایک نہیں، کہ دونوں فریق اسکے اصول کو تسلیم کرتے ہوں۔

فقہ اسلامی کی شرعی بنیاد آئمہ اربعہؒ کے ہاں اور ہے اور اہل شیعہ کے ہاں اور ہے جب تک ان بنیادی اصولوں میں مفاہمت و مقاربت نہیں ہوتی اور جب تک طرفین اسکے لئے آمادہ نہ ہوں اور فریقین کے دینی مدارس اور علمی معاہد میں کام شروع نہیں ہوتا، فروعات میں پڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اضاعت وقت شمار ہوگا۔ اصول سے ہماری مراد اصول فقہ نہیں بلکہ اصول دین ہیں جو جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مسئلہ تقیہ

پہلی بنیاد جو ہمارے اور انکے درمیان مخلصانہ کوششوں میں رکاوٹ ہے وہ

مسئلہ تقیہ ہے۔ یہ وہ دینی عقیدہ ہے جو اہل شیعہ کے لئے ان باتوں کے اظہار کو مباح قرار دیتا ہے جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں جس سے اہل سنت کے سلیم القلوب افراد دھوکا کھاتے ہیں کہ واقعی جس اتفاق و اتحاد کی دعوت زبان سے دے رہے ہیں اسکو دل سے بھی چاہتے ہوں گے حالانکہ شیعہ نہ اس کو چاہتے ہیں اور نہ ہی پسند کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی کام کرتے ہیں اور یہ اتحاد خالصتاً یکطرفہ ہوتا ہے۔ دوسرا فریق یعنی شیعہ ایک بال کے برابر بھی آگے نہیں بڑھتا اور اگر تقیہ کا چکر چلانیوالے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے چند قدم ہماری طرف بڑھیں تو بھی جمہور شیعہ کے خواص و عام ان ڈرامہ کھیلنے والوں سے بالکل الگ رہتے ہیں اور نہ ہی ان مصالحتی کوشش کرنے والوں کو حق دیتے ہیں کہ جمہور شیعہ ان کی کسی بات کو قبول کریں گے۔

قرآن کریم پر طعن

قرآن کریم ہمارے اور انکے درمیان وحدت و اتحاد کے لئے ایک جامع مرجع تھا، مگر ان کے ہاں اصول دین میں سے ہے کہ تاویل آیات اور معانی و مقصود آیات میں صحابہ کرام نے رسول اللہ علیہ السلام سے جو کچھ سمجھا اور حاصل کیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں اور نیز جس جماعت کے سامنے قرآن مجید نازل ہوا ہے ان سے جن ائمہ کرام نے علم قرآن پاک کو حاصل کیا ہے وہ بھی قابل اعتماد نہیں ہیں بلکہ علماء نجف میں سے شیعہ مذہب کے ایک بڑے عالم الحاج میرزا حسن بن محمد تقی النوری الطبرسی نے جس کا مقام انکے ہاں یہ ہے کہ سنہ ۱۳۲۰ھ میں اسکی موت ہوئی تو اُسے مشہد مرتضوی کے قبلی دروازہ میں دفن کیا ہے جو انکے ہاں اقدس البقاع (نہایت مقدس ٹکڑا) شمار ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب شہر نجف اشرف میں مذکور مجتہد میرزا نے ۱۲۹۲ھ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام رکھا ہے

" فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب "

اس کتاب میں مؤلف مذکور نے سینکڑوں عبارتیں مختلف صدیوں کے علماء و مجتہدین شیعہ کی پیش کی ہیں جن سے استدلال کیا ہے کہ قرآن پاک میں کمی وبیشی کی گئی ہے طبرسی کی بھی کتاب ایران میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی جس کے خلاف شیعہ کی طرف سے احتجاج کیا گیا۔ اس لئے کہ شیعہ علماء یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے بارے میں شبہات صرف خواص تک ہی محدود رہیں اور ان کی متعدد معتبر سینکڑوں کتابوں میں محفوظ رہیں اور ان تمام کو ایک کتاب میں اکٹھا نہ کیا جائے تاکہ مخالفین کو اس مخفی راز کی اطلاع نہ ہو اور ان کے ہاتھ ہمارے خلاف ایک قوی حجت نہ آجائے۔ جب ان کے سنجیدہ طبقے نے اس کتاب کے خلاف لکھا تو میرزا صاحب نے ان کے خلاف اور کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا " رد بعض الشبہات عن فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب " یہ دفاع مؤلف نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کیا اور ۲ دو سال بعد موت واقع ہوئی تو اس محنت کے صلہ میں کہ (قرآن مجید کو محرف ثابت کرنے کی کوشش کی) اسے ایک ممتاز مکان مشہد علوی میں دفن کیا گیا۔

اس نجفی عالم نے قرآن مجید میں نقص ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۰ پر بطور استشہاد کے پیش کیا کہ قرآن میں ایک سورۃ ہے جسے شیعہ (سورۃ الولایۃ) کہتے ہیں اس میں حضرت علیؓ کی ولایت کا ذکر ہے :- یَا أَیُّهَا الذین آمنوا بالنبی والولی الذین بعثنٰهما یهدیانکم الی الصراط المستقیم۔

مصری وزارت انصاف کے بڑے باخبر عالم الاستاذ محمد علی سعودی نے جو نہایت ثقہ اور امانت دار ہیں اور حضرت شیخ محمد عبدہٗ کے تلمیذ خاص ہیں۔ انہوں نے ایک ایرانی مخطوط قرآن مستشرق برائن کے پاس دیکھا اور اس سے اس کا فوٹوسٹیٹ لیا۔ عربی متن کے ساتھ فارسی زبان میں ترجمہ بھی تھا۔ جیساکہ طبرسی نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے ہی ایک

دوسری کتاب " دبستان مذاہب " میں جو فارسی زبان میں ہے۔ اس کے مؤلف محسن فانی الکشمیری نے بھی تحریف فی القرآن کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کتاب ایران میں متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ علامہ مستشرق نولوکہ نے اس کتاب سے مذکورہ جھوٹی سورۃ (الولایۃ) کو اپنی کتاب تاریخ المصاحف جلد ۲ ص ۱۰۲ پر نقل کیا ہے جس کو روزنامہ اخبار الآسویۃ فرانس نے ۱۸۴۲ء کو ص ۴۳۱-۴۳۹ پر درج کیا ہے۔

اور جیسا کہ نجفی عالم نے سورۃ الولایۃ سے استشہاد کیا کہ قرآن محرف ہے۔ ایسا ہی اس نے کافی کا حوالہ دیا جبکہ کافی مذہب شیعہ میں وہ درجہ رکھتی ہے جو اہل سنت کے ہاں صحیح بخاری کا ہے۔ مطبوعہ ایران ۱۲۷۸ھ ص ۲۸۹ کی حسب ذیل نص کو پیش کیا ہمارے متعدد احباب نے سہل ابن زیاد سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے ابوالحسن ثانی علی بن موسیٰ رضا (متوفی ۲۰۶ھ) کے ساتھیوں سے نقل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امام رضا! میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہم قرآن میں آیات کو سنتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں جیسے ہم سن رہے ہیں اور ہم پسند نہیں کرتے کہ ایسے پڑھیں اس لئے کہ یہ قرآن ویسا نہیں جیسا ہمیں آپ کی طرف سے پہنچا ہے تو کیا ہم گنہگار تو نہیں ہونگے؟ پس انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہیں۔ پڑھتے رہو جیسا کہ تم نے سیکھا ہے عنقریب تمہارے پاس آئیگا جو تمہیں قرآن سکھلائے گا۔" اقرأوا کما تعلمتم فسیجیئکم من یعلمکم" اس میں کوئی شک نہیں کہ امام رضا کے ذمہ من گھڑت بات لگائی ہے مگر اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ یہ فتویٰ امام کی طرف سے ہے کہ جو لوگ مصحف عثمانی کو پڑھتے ہیں وہ گنہگار نہیں ہیں البتہ شیعہ مذہب کے خواص بعض بعض کو وہ قرآن سکھاتے ہیں جو اس قرآن مصحف عثمانی کے خلاف ہے جو ان کے خیال کے مطابق انکے پاس موجود ہے یا وہ آئمہ اہل بیت کے پاس تھا

وہ قرآن مزعوم جس کو چھپایا ہوا ہے اور تقیہ کے عقیدہ کی وجہ سے اپنے عوام پر ظاہر نہیں کرتے اس میں اور مصحف عثمانی میں یہی فرق ہے کہ مصحف عثمانی خواص و عوام سب کے لئے عام شائع ہے۔ اور اس قرآن مجید کے خلاف حسین بن محمد نقی النوری طبرسی نے کتاب (فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب) تصنیف کی ہے جس میں اپنے علماء کی مستند کتابوں سے سینکڑوں حوالے پیش کئے ہیں۔ اب اس کتاب کے خلاف جو شیعہ کی طرف سے مظاہرہ ہوا ہے اور اظہار براءۃ کیا گیا ہے یہ بھی عقیدہ تقیہ کا عملی مظاہرہ ہے ورنہ شیعہ مذہب کی کتابوں کے حوالوں کی وجہ سے ان کا بھی یہی یقین ہے کہ یہ قرآن محرف ہے۔ وہ صرف اس بات کو روکنا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک کے بارے میں اس عقیدہ کی وجہ سے ہنگامہ نہ پیدا ہو۔ یہ بات اپنی جگہ باقی رہے گی کہ قرآن دو ہیں۔ ایک عام معلوم دوسرا خاص مکتوم۔ (چھپایا ہوا) اور سورۃ الولایۃ اسی مکتوم قرآن کی ہے۔ امام رضا پر جو افتراء باندھا ہے یہ عقیدہ اسی کی بنیاد پر ہے "اقرأ وکما تعلمتم فسجیئکم من یعلمکم" اور شیعہ مزعومات میں سے ہے کہ قرآن پاک کی کچھ آیات چھوڑ دی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ:۔ وَجَعَلْنَا عَلِيًّا صِهْرَكَ (ہم نے علی کو آپ کا داماد بنایا ہے)۔ یہ آیت سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکی ہے اور حضرت علیؓ مکہ مکرمہ میں آپ کے داماد نہیں تھے۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے داماد صرف عاص بن ربیع اموی تھے جن کی تعریف جناب رسول اللہ علیہ السلام نے مسجد نبوی کے منبر پر فرمائی۔ جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے اوپر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی ان کے نکاح میں تھی تو حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دو بیٹیوں کی وجہ سے داماد بنایا اور جب دوسری بیٹی کا بھی انتقال

ہوگیا، تو اس وقت آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ لوکانت لنا ثالثۃ لزوجنکھا "اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمانؓ کے نکاح میں دیتا"۔

ان کے ایک عالم ابو منصور احمد بن ابی طالب طبرسی متوفی ۵۸۸ھ نے اپنی کتاب "الاحتجاج علی اهل اللجاج" میں لکھا ہے کہ حضرت علی نے ایک زندیق کو (جسکا نام نہیں لیا) فرمایا تیرا میرے خلاف بولنا قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف ہے (وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النسآء)۔ قسط کا لفظ یتیم عورتوں کے نکاح میں عام عورتوں کے مشابہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمام عورتیں یتیم ہوتی ہیں۔ اس کا ذکر پہلے چلا آتا تھا جس کو منافقین نے قرآن سے ساقط کر دیا۔ جو فِی الْیَتٰمٰی اور مِنَ النِّسَآءِ کے درمیان ثلث قرآن سے بھی زیادہ قصص اور خطاب پر مشتمل تھا۔

حضرت علی پر اُن کا جھوٹ

یہ حضرت علی کے اوپر اُن کا صریح جھوٹ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران بھی قرآن پاک کے اس ثلث متروک کا نہ اعلان کیا اور نہ ہی مسلمانوں کو اُسکے رائج کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ہی اس سے ہدایت حاصل کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کو فرمایا۔

عیسائی مشنریوں کے لئے باعث خوشی

کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" شائع ہونے اور ایران و نجف اور دیگر ممالک کے شیعہ عوام میں پھیلنے کے بعد جسے عرصہ اسی برس کے قریب کا ہو رہا ہے جس میں خداوند تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سینکڑوں جھوٹ باندھے گئے ہیں دشمنان اسلام عیسائی مشن والوں نے خوب خوشیاں منائیں اور مختلف زبانوں میں اسکے ترجمے شائع کئے۔

اس کا ذکر محمد مہدی اصفہانی الکاظمی نے اپنی کتاب (احسن الودیعۃ) کے جزو ثانی کے صنہ پر کیا ہے۔ یہ کتاب روضات الجنات کے حاشیے (ذیل کے طور پر طبع ہوئی ہے)

کتاب الکافی کی دو صریح عبارتیں۔ اس کتاب کا مقام شیعہ مذہب میں وہی ہے جو سنیوں کے ہاں بخاری شریف کا ہے۔ پہلی روایت :۔

عن جابر الجعفی قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول: ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما نزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما انزلہ الا علی بن ابی طالب والائمۃ بعدہ۔ (کتاب الکافی طبع ایران ۱۲۷۸ھ ص۵۴ ـ طبع ایران ۱۳۸۱ھ ص۲۲۸)

جابر جعفی روایت کرتے ہیں میں نے سنا ابوجعفر علیہ السلام سے فرماتے تھے جو شخص دعوےٰ کرے کہ اس نے قرآن کو جیسے نازل ہوا جمع کیا وہ بہت جھوٹا ہے سوائے علی بن ابی طالب اور انکے بعد کے اماموں کے کسی نے نہ قرآن پاک کو جمع اور نہ محفوظ کیا ہے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے۔

اب جو شیعہ اس کو پڑھے گا اس کے صحیح ہونے کا اس کو یقین و ایمان ہوگا؟ رہے اہل سنت! تو ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اہل شیعہ نے امام باقر ابوجعفر کے اوپر جھوٹ باندھا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دوران صرف اسی قرآن پاک پر عمل کرتے تھے جس کو ان کے بھائی سیدنا عثمانؓ نے جمع کیا اور ملکوں میں پھیلایا۔ ان کے زمانے سے لیکر آج تک وہ قرآن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جو حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آیا ہے اور اگر حضرت علیؓ کے پاس کوئی اور قرآن ہوتا تو اپنی خود مختار حکومت میں اس قرآن کو نافذ کرتے اور مسلمانوں کو حکم کرتے کہ دنیا میں اس قرآن کو پھیلاؤ اور اسکے مطابق عمل کرو اور اگر مصحف عثمانی کے علاوہ کوئی قرآن حضرت علیؓ کے پاس تھا مگر انہوں نے اس کو چھپائے رکھا تو پھر آپ نے خدا اور اسکے رسول اور دین اسلامی

کے ساتھ خیانت ہے کہ اصلی قرآن سے انسانیت کو محروم کر دیا۔

جابر جعفی جو اس مجرمانہ بات کے سننے کا دعویدار ہے اگرچہ اہل شیعہ کے ہاں ثقہ اور معتبر آدمی ہے مگر اہل سنت کے ہاں جھوٹا ہونے میں شہرت یافتہ ہے۔ ابو یحیےٰ الحمانی امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں :۔

کہ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے حضرت عطاؒ سے زیادہ بہتر آدمی نہیں دیکھا اور جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں پایا۔"

اسی سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا مقالہ مجلۃ الازہر ص۳۰۷ ۱۳۷۲ھ)

دوسری روایت :۔ جعفی کی روایت سے بھی یہ دوسری روایت زیادہ جھوٹی ہے جسے امام باقر کے فرزند امام جعفر صادق پر ابو بصیر نے باندھا ہے۔ (کتاب الکافی ص۵۷[1] مطبوعہ ایران ۱۲۷۸ھ)۔

ابو بصیر کہتا ہے کہ میں ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے یعنی ابو عبداللہ جعفر صادقؒ نے فرمایا :۔

وان عندنا لمصحف فاطمۃ علیہا السلام۔ قال قلت وما مصحف فاطمۃ؟ قال مصحف فیہ مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد۔

کہ ہمارے پاس فاطمہ علیہا السلام کا قرآن ہے میں نے عرض کیا کہ فاطمہ کا قرآن کیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قرآن تمہارے اس قرآن کے تین گونا ہے (یہ قرآن ۳۰ پارے ہے تو وہ ۹۰ پارے ہوا) اور خدا کی قسم اس قرآن میں تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔

آئمہ اہل بیت پر یہ شیعہ کی جھوٹی روایتیں پرانی ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی الرازی نے ایک ہزار برس پہلے ان کو اپنے اسلاف سے جمع کیا ہے جو شیعہ مذہب کی عمارت

---

[1] کافی مطبوعہ ایران ۱۳۸۱ھ کے صفحہ ۲۳۸ پر یہ روایت ہے۔

کے مہندس نقشہ بنانے والے اور بنیاد رکھنے والے تھے۔ جن ایام میں اسپین پر عرب مسلمانوں کی حکومت تھی، تو امام ابو محمد بن حزم عیسائی پادریوں سے انکی مذہبی کتابوں کے بارے میں مناظرے کرتے تھے اور دلائل و براھین ان کی تحریف و تبدیلی کو پیش کرتے تو عیسائی مناظر مقابلے میں دلیل پیش کرتے کہ شیعہ علماء نے قرآن کو بھی تو محرف ثابت کیا ہے۔ تو علامہ ابن حزم نے انہیں جواب دیا کہ شیعہ کا یہ دعوےٰ نہ قرآن پر حجت ہے اور نہ ہی اھل اسلام پر۔ اس لئے کہ جس شخص کا قرآن کی تحریف کا عقیدہ ہو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ تو کافر کا قول قرآن پاک پر کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔ (کتاب الفصل فی الملل والنحل لابن حزم جلد ۲ ص۸۰ نیز جلد ۴ ص۱۸۲ الطبعۃ الاولیٰ قاہرۃ)۔

حاکموں کے بارے میں انکی رائے

سب سے خطرناک حقیقت جس کی طرف ہم اسلامی حکومتوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی بنیاد جس پر قائم ہے وہ یہ عقیدہ ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ السلام کے دنیا سے کوچ فرمانے کے بعد سوائے حضرت علی کے دور حکومت کے تمام کی تمام شرعی حکومتیں ہیں اور کسی شیعہ کے لئے جائز نہیں کہ ان حکومتوں کی محبت سے تابعداری کرے اور صمیم قلب سے انہیں تسلیم کرے بلکہ ملمع سازی کرتے ہوئے ان کو اندھیرے میں رکھے اور تقیہ سے کام لے۔ اس لئے کہ جتنی حکومتیں گذر چکی ہیں یا اب ہیں یا آئندہ ہونگی وہ تمام کی تمام غاصب حکومتیں ہیں۔ شیعہ مذہب میں شرعی حکام جنہیں صمیم قلب سے تسلیم کرنا چاہیے وہ صرف بارہ امام ہیں خواہ انہیں حکومت کا موقع ہاتھ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور ان کے علاوہ وہ حضرات بھی مسلمانوں کے مصالح کے ذمہ دار بنے ہیں (سیدنا) ابوبکر و عمر سے لیکر آجتک ہیں یا آئندہ ہونگے کتنی ہی انہوں نے اسلام کی خدمت کی ہو اور کتنی اسلام

کی دعوت کے پھیلانے اور کلمہ حق زمین پر بلند کرنے کے لئے مشقتیں اٹھائی ہوں اور ان کی وجہ سے جس قدر زمین کے رقبوں پر اسلام پہنچا ہو وہ سب کے سب ستمگر اور غاصب ہیں۔

شیخین رضؓ سے کینہ و عداوت

سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اور تمام ان لوگوں پر جو حضرت علیؓ کے علاوہ حاکم ہوئے ہیں ان پر شیعہ لعنت بھیجتے ہیں اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہیں کہ انہوں نے شیعہ کے ذمہ ضروری کیا کہ وہ (ابوبکر و عمر) کا نام الجبت والطاغوت رکھیں۔

ان کی جرح و تعدیل میں سب سے بڑی اور مکمل کتاب (تنقیح المقال فی احوال الرجال) مؤلفہ شیخ الطائفہ جعفریہ علامہ آیت اللہ مامقانی کے جزو اول ص۲۰۷ مطبوعہ ایران مطبع مرتضویہ نجف ۱۳۵۲ھ میں تحریر ہے کہ محقق محمد بن ادریس نے کتاب السرائر کے آخر میں نقل کیا ہے کہ کتاب مسائل (مسائل الرجال و مکاتباتہم الی مولانا ابی الحسن علی بن محمد بن موسیٰ علیہ السلام) اس مجموعہ مسائل محمد بن علی بن عیسیٰ میں ہے کہ میں نے امام موصوف سے غاصب کے بارے پوچھا (جو اہل بیت سے عداوت رکھتا ہے) کیا اس کے امتحان کے لئے اس سے زیادہ کسی بات کی ضرورت ہے کہ وہ الجبت والطاغوت یعنی ابوبکر و عمر کو (حضرت علی) سے مقدم سمجھتا ہو (جبکہ شیخین حضور نبی علیہ السلام کے دوست اور وزیر تھے نیز قبر مبارک کے ساتھی ہیں) اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہو؟ تو جواب آیا کہ جس کا عقیدہ یہ ہے وہ ناصبی ہے یعنی اہل بیت سے عداوت رکھنے والا ہے۔

اور جبت و طاغوت کے الفاظ کو شیعہ اپنی دعاؤں میں استعمال کرتے ہیں اور نیز (صنمی قریش، قریش کے دو بت۔ اور اس سے مراد لیتے ہیں ابوبکرؓ۔ عمرؓ کو۔ یہ

دعا، ان کی کتاب مفتاح الجنان صہ۱۱۴ پر ہے۔ یہ کتاب ان کے لئے ایسی ہے جیسے اہل سنت کے ہاں دلائل الخیرات ہے۔ اس کی عبارت حسب ذیل ہے۔ اللّٰھم صلّ علی محمد و علیٰ آل محمد والعن صنمی قریش وجبتیھما و طاغوتیھما وابنتیھما.... الخ

جبت و طاغوت کہ کرکے وہ شیخین پر لعنت کرتے ہیں اور ابنتیھما سے ان دونوں کی صاحبزادیاں ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المؤمنین حفصہؓ کو قصد کرتے ہیں

قاتلِ فاروقِ اعظمؓ کی تعظیم

ان کی شقاوت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے کہ ایران میں مجوسیت کی آگ کو بجھانے والے اور ایرانیوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے جو شخصیت یعنی سیدنا فاروق اعظمؓ ذریعہ بنے ہیں ان کے قاتل ابو لؤلؤ مجوسی کو وہ بابا شجاع الدین کے نام سے پکارتے ہیں۔ علی بن مظاہر نے احمد بن اسحٰق القمی الاحوص شیخ شیعہ سے نقل کیا ہے کہ عمر کے قتل کا دن عید اکبر بڑی عید اور فخر کا دن ہے۔ خوشیاں منانے اور بڑی پاکیزگی برکت اور تسلی کا دن ہے۔

عجیب عدالت

سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ سے لیکر صلاح الدین ایوبی تک اور ان کے علاوہ وہ تمام مجاہدین جنہوں نے اسلام کے لئے ممالک کی سرزمین کو فتح کیا اور لوگوں کو خدا کے مبارک دین میں داخل کیا اور جو آج تک اسلامی حکومتوں میں حاکم ہیں۔ یہ شیعہ عقائد میں غاصب۔ ظالم اور جہنمی ہیں اور شیعہ کی طرف سے دوستی محبت اور اطاعت کے مستحق نہیں۔ البتہ مالی تعاون اور عہدے حاصل کرنے کے لئے عقیدہ تقیہ (نفاق) سے کام لے سکتے ہیں اور ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ جب امام مہدی بارہویں امام کا ظہور ہوگا (جو انکے عقیدہ کے مطابق زندہ غار میں مخفی ہے) اس کے انتظار میں ہیں کہ

ان کے ساتھ مل کر ہم انقلاب برپا کریں۔ جب (اس امام) کا ذکر اپنی کتابوں میں کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ عجل اللہ فرجہ خدا اس کو جلد بھیجے جب وہ امام مہدی طویل نیند سے بیدار ہوگا جس کو گیارہ سو سال سے زیادہ وقت ہوچکا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور اسکے باپ دادوں کے لئے تمام گذرے ہوئے مسلمان حاکموں کے ساتھ اس دور کے حاکموں تک سب کو زندہ کرے گا۔ ان سب کے آگے جبت و طاغوت (ابوبکر و عمر) ہوں گے تو امام ان سے اپنی اور گیارہ دیگر اماموں سے حکومت غصب کرنے کا فیصلہ کرینگے۔ اس لئے کہ رسول علیہ السلام کی دنیا سے رحلت کے بعد قیامت تک حکومت کرنے کا حق صرف ان (ائمہ) کا ہے کسی اور کا نہیں۔ ان غاصبوں کے خلاف فیصلے کے بعد ان سے انتقام لیا جائیگا اور اکٹھے یا پچھد کو تختہ دار پر لٹکایا جائیگا۔ یہاں تک کہ مختلف دوروں میں حکومت کرنے والے حکام کے تین ہزار مردوں کی تعداد کو قتل کیا جائیگا اور یہ قیامت کے وقوع سے پہلے ہوگا۔ پھر ان کے قتل ہونے کے بعد محشر کی بڑی بعثت کا دن آئے گا پھر لوگ جنت یا جہنم کو جائینگے۔ جنت اہل بیت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہوگی جو یہ عقائد رکھتے ہیں اور شیعہ کے علاوہ بقیہ تمام کو جہنم میں ڈال جائیگا۔ شیعہ مذہب والے اس احیاء "زندہ کرنے" اور کورٹ اور قصاص کا نام (رجعت) رکھتے ہیں۔ اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے جس کے بارے میں کسی شیعہ کو کوئی شبہ نہیں۔ بعض نیک دل سادہ لوح سنّیوں کو دیکھا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے کے شیعہ ان عقائد کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ ان کی صریح غلطی اور واقعہ کے بالکل خلاف ہے (مزید تفصیل بمعہ حوالہ آگے آرہی ہے)۔

شیعہ سے کمیونزم کی طرف

صفوی حکومت سے لے کر آج تک شیعہ ان عقائد پر قائم ہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ

سخت ہیں۔ ہاں وہ شیعہ جو جدید تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان خرافات سے منحرف ہو کر کیمونزم کی طرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ عراق میں کیمونسٹ پارٹی اور ایران کی تودہ پارٹی کا قوام ابنائے شیعہ ہی سے بنا ہے۔ جب ان پر ان خرافات کی حقیقت کھلی تو وہ سرے سے خدا کے ہی منکر ہو کر کیمونسٹ ہو گئے۔ اور ان میں کوئی بھی حدِ اعتدال پر قائم نہیں رہا۔ البتہ اپنی مذہبی اغراض کے لئے یا سیاسی چالوں کے لئے یا پارٹی مفاد کے لئے دوستی کا مظاہرہ کریں اور تقیہ کی بنیاد پر بغض کو مخفی رکھیں تو اور بات ہے۔ یہ عقیدہ (رجعۃ) ان کی معتبر کتابوں میں ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے سامنے شیخ الشیعہ ابوعبداللہ محمد بن نعمان المعروف الشیخ المفید کا قول پیش کرتا ہوں جسے انہوں نے اپنی کتاب (الارشاد فی حجج اللہ علی العباد) کے صفحہ ۳۹۰-۴۰۲ پر پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ایران میں لیتھو پر چھپی ہے اس پر تاریخ طباعت درج نہیں ہے۔ اس کی کتابت محمد علی محمد حسن الکلبا بکانی نے کی ہے۔

انتقام وتباہی کی خواہش

فضل بن شاذان نے محمد بن علی کوفی سے اس نے وہب بن حفص سے روایت کی ہے کہ ابوعبداللہ یعنی امام جعفر صادق نے فرمایا کہ (القائم) کے نام کی منادی کی جائیگی (یاد رہے کہ القائم وہ بارہویں امام ہیں جو گیارہ سو سال سے پیشتر پیدا ہوئے اور ان پر موت نہیں آئی وہ زندہ ہیں) وہ قائم ہوں گے اور فیصلہ کریں گے وہ یوم عاشورا میں کھڑے ہوں گے اور تیئسویں کی رات کو امام القائم کے نام سے منادی کی جائیگی۔ میں ان کے ساتھ رکن اور حجر اسود کے درمیان کھڑا ہوں گا جبرئیل ان کے دائیں طرف ہوں گے اور آواز لگا رہے ہونگے البیعۃ للہ) اللہ کے لئے بیعت کرو پس زمین کے کناروں سے شیعہ ان کی طرف چلیں گے اور زمین

ان کے لئے سکیڑ دی جائے گی۔ اور وہ تمام کے تمام بیعت کرینگے۔ اور منقول ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے چل کر کوفہ آئینگے اور ہمارے نجف میں آکر سکونت پذیر ہوں گے اور پھر یہاں سے ہر طرف شہروں میں لشکر روانہ کرینگے۔

اور روایت کیا حجال نے ثعلبہ سے اس نے ابوبکر حضرمی سے اس نے ابوجعفر علیہ السلام سے یعنی امام محمد باقر سے انہوں نے فرمایا کہ میں امام القائم کے ساتھ نجف میں ہونگا۔ اور مکہ مکرمہ سے پانچ ہزار فرشتے ان کے ساتھ آئیں گے۔ جبرئیل القائم کے دائیں ہونگے اور میکائیل بائیں اور مومنین انکے سامنے ہونگے اور یہاں سے وہ شہروں میں لشکر روانہ فرمائینگے۔ عبدالکریم جعفی روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ القائم علیہ السلام کی حکومت کتنا عرصہ رہے گی تو انہوں نے فرمایا کہ سات سال۔ اور دن طویل ہو جائینگے۔ ایک سال تمہارے دس سالوں کے برابر ہو جائیگا۔ پس امام القائم کی حکومت تمہارے سالوں کے شمار سے ستر سال بنے گی۔ ابوبصیر نے دریافت کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں اللہ تعالیٰ سالوں کو کیسے طویل کر دے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو ٹھہر جانے کا حکم دے گا اور تھوڑی حرکت کی اجازت دیگا تو دن طویل ہو جائیں گے تو اسی نسبت سے سال بھی طویل ہو جائینگے۔ جب اس کے آنے کا وقت قریب آئیگا تو پورے جمادی الثانی میں اور دس دن رجب کے بھی مسلسل بارشیں ہوں گی۔ ایسی بارش مخلوق نے کبھی دیکھی نہیں ہو گی تو اللہ تعالےٰ اہل ایمان کے بدنوں پر گوشت اگا دینگے۔ گویا میں ان کے اٹھنے کو اور سروں سے مٹی جھاڑنے کو دیکھ رہا ہوں۔

عبداللہ بن مغیرہ نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آل رسول علیہ السلام میں امام القائم کھڑے ہونگے تو وہ قریش کے پانچصد کو کھڑا،

(زندہ) کرینگے اور ان کی گردنیں اڑا دینگے۔ پھر اور پانسو کو یہاں تک کہ چھ مرتبہ ایسا کرینگے تو عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا ان کی اتنی تعداد ہو جائیگی (یہ تعجب اس لئے تھا کہ خلفائے راشدین، بنی امیہ، بنی عباس اور تمام حکام مسلمین کی مجموعی تعداد امام جعفر تک اس عدد کے عشر عشیر بھی نہیں ہو سکتی) تو امام جعفر نے فرمایا کہ ہاں اُنسے اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والوں سے یہ تعداد پوری کی جائیگی۔

ایک روایت میں فرمایا کہ ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی۔ تمام دنیا کے حکام ہم سے پہلے حکومتیں کر چکے ہوں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ جب ہماری حکومت آئیگی تو ہم اہل بیت کی حکومت کا نمونہ اختیار کرینگے۔

جعفر جعفی ابوعبداللہ امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام القائم آل محمد آئینگے تو وہ خیمے لگوائیں گے اور قرآن پاک جو اتارا گیا ہے اسکی تعلیم دینگے پس بہت مشکل آئے گی ان لوگوں پر جنہوں نے آج قرآن یاد کیا ہے (یعنی جس نے مصحفِ عثمانی کو یاد کیا ہوگا جو امام جعفر کے زمانہ میں تھا اس لئے کہ وہ قرآن جس کو امام القائم پڑھائینگے وہ اسکے خلاف ہوگا)

اور عبداللہ بن عجلان نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب قائم آل محمد آئینگے تو لوگوں پر داؤد علیہ السلام والی حکومت کرینگے اور مفضل ابن عمر نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ امام القائم کے ساتھ کوفہ میں ستائیس مرد موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ظاہر ہوں گے اور سات اصحاب کہف کے اور یوشع بن نون و سلیمان ابودجانہ الانصاری. مقداد اور مالک اشتر، پس یہ تمام لوگ امام القائم کے انصار اور انکے ماتحت حکام ہوں گے۔

———— یہ عبارتیں حرف بحرف پوری ایمانداری کے ساتھ

شیعہ کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کی کتاب سے نقل کی گئی ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ شیخ مفید کی روایات سندوں کے ساتھ جھوٹی اور بلاریب اہل بیت پر افتراء ہیں اہل بیت پر جو مصیبتیں آئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس قسم کے شیعہ اہل بیت کے خواص میں سے ہیں یہ شیخ مفید کی یہ کتاب ایران میں چھپی ہے اور اس کا نسخہ محفوظ اور موجود ہے۔

رجعت کا عقیدہ

اور چونکہ عقیدہ رجعت اور حکام اہلِ اسلام کے خلاف محاکمہ شیعہ کے اساسی عقائد میں سے ہے اسی عقیدہ کی وجہ سے ان کے ایک عالم سید مرتضیٰ مؤلف کتاب" امالی المرتضیٰ" (یہ شریف رضا شاعر کا بھائی ہے اور نہج البلاغہ میں جھوٹے اضافے کرنے اور صحابہ پر حملے کرنے میں شریک ہے) اس سید مرتضیٰ مذکور نے اپنی کتاب" المسائل " میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اس محاکمہ کے دن امام مہدی کے دور میں ایک درخت پر لٹکا کر پھانسی دیئے جائینگے۔ درخت پہلے ہرا ہوگا اور ان کے مصلوب ہونے کے بعد سوکھ جائے گا۔

ان کے افکار میں کوئی تبدیلی نہیں

شیعہ علماء اور مشائخ ہر دور میں شیخینؓ۔ رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھیوں اور وزیروں کے اور اسلام کی معروف شخصیتوں، خلفاء، حکام، مجاہدین کے بارے میں ان گھناؤنے اور رسواکن خیالات سے آگاہ ہیں۔ ہم نے ایک اتفاق و اتحاد کے عظیم داعی کو سُنا ہے کہ شیعہ کی طرف سے دارالتقریب کی ذمہ دار شخصیت ہیں اور ادارہ پر خرچ اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے ان احباب کو جن کے پاس ان مسائل کے پڑھنے کا وقت نہیں ہے انہیں باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقائد ماضی کی باتیں تھیں۔ اب حالات بدل چکے ہیں۔ اب ان عقائد سے شیعہ کو کوئی سروکار

نہیں حالانکہ یہ خیال سراسر جھوٹ اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ جو کتابیں ان کی درس گاہوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور ان کی تعلیم کو ضروریاتِ مذہب اعتبار کیا جاتا ہے۔

اور وہ کتابیں جنہیں علما نجف و ایران اور جبل عامل وغیرہ ہمارے اس دور میں شائع کر رہے ہیں۔ ان قدیم کتابوں سے زیادہ شر انگیز اور مفاہمت اور اتفاق کی عمارت کو گرانے والی ہیں۔

ہم آپ کے سامنے ایک تازہ مثال ایسے شخص کی پیش کرتے ہیں جو اتحاد کی دعوت میں بہت پیش پیش ہے اور صبح و شام واحدت و توافق کا ورد کرنے والا ہے۔ یہ شیخ محمد بن محمد مہدی الاخالصی ہے۔ جسکے مصر اور دیگر شہروں میں بہت دوست ہیں جو اس دائرے میں شریک ہیں اور اس شخص کی طرف سے اہل سنت میں کام کر رہے ہیں۔ اس اتحاد کے داعی کا یہ حال ہے کہ شیخینؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو نعمتِ ایمان ہی سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اپنی تصنیف (احیاء الشرعیہ فی مذهب الشیعة) جزو اول صفحہ ۶۳-۶۴ میں لکھتا ہے:-

اور اگر یہ کہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں جن سے اللہ کے راضی ہونے پر قرآنی نص موجود ہے۔ لقد رضی الله عن المؤمنین اذیبا یعونك تحت الشجرة تو ہم جواب میں کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا لقد رضی الله عن الذین یبایعونك (بے شک اللہ راضی ہوا ان لوگوں سے جنہوں نے آپؐ سے بیعت کی درخت کے نیچے یا ان لوگوں سے جنہوں نے آپ کی بیعت کی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا عن المؤمنین میں ایمان والوں سے راضی ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ صرف ان سے راضی ہے جنکا ایمان خالص ہے

تاریخ پر جھوٹ

تاریخ اسلامی پر اس سے زیادہ اور جھوٹ کیا ہو سکتا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) خالص ایمان والے نہیں تھے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ رضا کے اعلان میں شامل نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں شیعہ عالم ہمارے ہمعصر ہیں اور اتفاق و اتحاد کے لمبے چوڑے دعوے کرنے والے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح اور باہمی ایکا اور وحدت کے لئے فکر مند ہیں ان کا یہ حال ہے کہ اپنے اس دور کی تالیفات اور مطبوعات میں حضرات شیخین کے بارے میں کس عقیدے کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ شیخین تاریخ اسلام اور اہل اسلام کے رسول اللہ علیہ السلام کے بعد خیر المسلمین شمار ہوتے ہیں۔ پس ہم لوگ ان حالات میں مختلف مذاہب کے درمیان مفاہمت اور اتحاد کے لئے ان لوگوں سے کیا امید رکھ سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے قلعہ میں (پانچویں نقارہ) طابور خامس کا کام کر رہے ہیں جو دشمن کو باخبر کرنے کے لئے جاسوسی کے طور پر نقارہ بجایا جاتا ہے۔

اور جب یہ لوگ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین محسنین اور تمام حکام مسلمین کو جو ان کے بعد ہوئے اس درجہ تک نیچا دکھانا چاہیں (ان کے بے ایمان ثابت کریں) باوجود اسکے کہ یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلام کے اس محل کو کھڑا کیا ہے اور آج ہم جسے عالم اسلامی کہتے ہیں۔ اس کو وجود میں لائے ہیں۔

آئمہ پر الزام

اماموں کے ذمہ ان امور کو یہ لوگ لگا رہے ہیں جن سے انہوں نے برات کی۔ کلینی نے اپنی کتاب کافی میں بارہ اماموں کی نعت و توصیف کی ہے جس سے ان کو مقامِ بشریت سے اونچا لے جا کر یونانی معبودوں کے بت پرستی کے دور کے مقام تک پہنچایا ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ کافی اور دیگر شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں کے حوالے نقل کریں تو یہ ایک نہایت

ضخیم کتاب بن جائیگی ۔ اسلئے ہم صرف ابواب کے عنوانِ عبارت ہی کو بحرفِ کافی نقل کرتے ہیں۔

ب۱ الائمة یعلمون جمیع العلوم التی خرجت الی الملئکة والانبیاء والرسول ۔	امام ان تمام علوم کو جانتے ہیں جو ملائکہ انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کو دیئے گئے ہیں ۔
ب۲ ان الائمة یعلمون متی یموتون وانماهم یموتون باختیارهم	امام جانتے ہیں کہ کب مریں گے اور وہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں ۔
ب۳ وان الائمة یعلمون علم ما کان وما یکون وانه لایخفی علیهم شیئٌ	اور امام جو ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اس سب کو جانتے ہیں ان پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے
ب۴ ان الائمة عندهم جمیع الکتب یعرفونها علی اختلافِ السنتها	اماموں کے پاس تمام کتابیں ہیں ان کو باوجود زبانوں کے مختلف ہونیکے وہ جانتے ہیں
ب۵ وانه لم یجمع القرآن الّا الائمة وانهم یعلمون علمه کله	اور یہ کہ سارے قرآن کو سوائے اماموں کے کسی نے جمع نہیں کیا اور وہی اسکے سارے علم کو جانتے ہیں ۔
ب۶ ما عند الائمة من آیات الانبیاء ۔	اماموں کے پاس نبیوں والے معجزات ہیں ۔
ب۷ وان الائمة اذا ظهر امرهم حکموا بحکم داود وآلِ داود ولا یسئلون البینة ۔	امام جب غالب آئینگے تو داؤد اور آل داؤد کے حکم پر فیصلہ کرینگے اور وہ کسی سے گواہ کو نہیں پوچھیں گے ۔

ب۱ الکافی ص۲۵۵ ۲ ۔ الکافی ص۲۵۸ ۳ ۔ الکافی ص۲۶۰ ۴ ۔ الکافی ص۲۲۷ ۵ ۔ الکافی ص۲۲۸
۶ ۔ الکافی ص۲۳۱ ۷ ۔ الکافی ص۲۹۷ ۔

ب۸ انه لیس شیءٌ من الحق فی ایدی الناس الا ما خرج من عند الائمة	اور یہ کہ لوگوں کے پاس کوئی چیز حق کی سوائے اس کے نہیں ہے جو اماموں سے نکلی ہے
ب۹ وان کل شیءٍ لم یخرج من عندهم وهو باطلٌ ان الارض کلها للامام ۔	اور جو چیز اماموں سے نہیں ظاہر ہوئی وہ باطل ہے ۔ زمین ساری کی ساری امام کے لئے ہے ۔

ب۸: الکافی ص۳۹۹ ب۹ :۔ الکافی ص۴۰۷

مولانا موصوف نے اختصار کی وجہ سے چند حوالے دیئے ہیں ورنہ اماموں کے بارے میں شیعہ کے عقائد عجیب غریب ہیں چند حوالے مزید ملاحظہ فرمادیں جن پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ۔ (۱) ابو جعفر کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ :۔ "میں ہی اللہ کا منہ ہوں ۔ اور میں ہی اللہ کا پہلو اور میں ہی اللہ کا دل ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں ۔ میں ہی سبیل اللہ ہوں (بحار الانوار ج ۹ ص۵۰۶) ۔ (۲) آدمؑ سے لیکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے پیغمبر زندہ ہونگے اور سب کے سب امام حسنؑ کے دشمنوں سے جہاد کرینگے (حق الیقین مطبوعہ ایران ص۳۴۷ مصنفہ ملا باقر مجلسی) (۳) حضور علیہ السلام اور سیدنا علی زندہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرینگے (حق الیقین ص۳۹۸) ـــــــ ذرا اس ہستی کے چند کارنامے بھی سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جسکے ہاتھ پر حضور علیہ السلام بیعت کرینگے اور تمام انبیاء علیہ السلام اسکے سامنے لڑائی کرینگے ۔ فتح کے بعد کیا فیصلے کرینگے اور کسطرح جشن فتح منائینگے ـــــــ رجعت کے ایام میں اہل بیت سے حقوق غصب کرنیوالوں کو درختوں پر لٹکا کے نیچے آگ جلا کر انکو جلایا جائیگا اور انکی خاکستر دریا میں اڑائی جائیگی (حق الیقین ص۳۱۵) ـــــــ اہل بیت پر ظلم کرنیوالوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائیگا (حق الیقین ص۳۱۵) **اہم کارنامہ** :۔ فرعون ۔ ہامان یعنی ابوبکر وعمر اور انکے لشکر کو زندہ کرکے سزا دیجائیگی (حق الیقین ص۲۹۳) ۔ **سیدہ عائشہ صدیقہ کو سزا** :۔ اسی کتاب حق الیقین کی سطر ۱ ص۲۹۸ :۔ "چون قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کنند تا کہ براو حد بزنند و انتقام فاطمہ را بکشد۔"
(ترجمہ) امام مہدی ظاہر ہونگے ۔ عائشہ صدیقہ کو زندہ کرینگے تاکہ ان پر حد جاری کریں اور فاطمہ کا انتقام لیں (ص۲۱۲)

تا ص۲۱۴ بحوالہ اہل سنت پاکٹ بک مؤلفہ علامہ دوست محمد قریشی مرحوم) ان کارناموں کیلئے امام کا انتظار ہے (العیاذ باللہ) مترجم

اماموں کے غیب دان ہونیکا دعوے

اور حضور علیہ السلام کی وحی کا انکار

اپنے بارہ اماموں کے بارے میں غیب دان اور فوق البشر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں جبکہ ائمہ میں سے کوئی بھی اس کا مدعی نہ تھا اور جناب رسول اللہ علیہ السلام پر علوم غیبیہ میں سے جو وحی کیا گیا ہے اُس تک کا انکار کرتے ہیں جیسے :- آسمانوں کو بنانا اور زمین کو بچھانا جنت اور جہنم کے حالات وغیرہ وغیرہ۔

اُن کے ایک ماہنامہ میں جسے دار التقریب (یعنی شیعہ سنی مفاہمت کا ادارہ) مصر قاہرہ سے شائع کرتا ہے۔ سال چہارم کے چوتھے پرچہ کے ص۳۸۶ پر رئیس محکمہ شرعیہ شیعہ لبنان (جسے علماءِ مصر کی اونچی شخصیت سمجھتے ہیں) نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :-

من اجتہادات الشیعۃ الامامیہ

اس میں مذہب شیعہ کے ایک مجتہد شیخ محمد حسن الاشتیانی کی کتاب بحر الفوائد جلد ۱ ص۲۶۷ سے نقل کیا ہے :-

ان الرسول اذا اخبر عن الاحکام الشرعیۃ ای مثل نواقض الوضوء و احکام الحیض والنفاس یجب تصدیقہ والعمل بما اخبر بہ واذا اخبر عن الامور	بے شک رسول جب خبر دے احکام شرعیہ کے بارے میں مثل نواقض وضو اور حیض و نفاس کے مسائل کے تو اس کی تصدیق واجب ہے۔ اور جب نبی خبر دے مخفی امور کی جیسے آسمان و زمین کی پیدائش

الغیبیۃ مثل خلق السموٰت و الارض والحور والقصور فلا یجب التدین بہ بعد العلم بہ	کے بارے میں اور جنت کی حوروں اور اس کے محلات کے بارے میں تو اس کے صحیح علم ہو جانیکے باوجود اسکو ماننا اور تصدیق کرنا واجب نہیں ہے

کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ائمہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں کہ وہ غیب دان تھے اور اس سفید جھوٹ پر تو ایمان رکھتے ہیں حالانکہ یہ نسبت بھی قطعی الثبوت نہیں۔ اور اُن علوم غیبیہ کی وحی جو حضور علیہ السلام سے قطعی الدلالت کے طور پر ثابت ہو چکی جیسے وہ آیات اور احادیث صحیحہ جو آسمان اور زمین کی پیدائش اور جنت و جہنم، حور و قصور کے بارے میں صادر ہوئی ہیں اُن پر ایمان شیعہ کے لئے کوئی ضروری نہیں حالانکہ جناب خاتم النبین علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ کوئی بات بھی اپنی خواہش سے نہیں فرماتے ہیں وہ وحی ربانی ہوتی ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۔ جو شخص اس (بزرگی) کی نسبت کو نکالے جو وہ اپنے اماموں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جو حضور علیہ السلام کے لئے قرآن و حدیث میں ثابت ہے تو وہ اس کے بہت تھوڑی سی مقدار کو بھی نہیں پہنچ سکتی اس کے باوجود وہ اپنے اماموں کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں جبکہ وحی الٰہی کی آمد زمین سے منقطع ہو چکی ہے۔

یاد رہے کہ تمام وہ اشخاص جو ائمہ سے غیب کی خبروں کی روایات کرنے والے ہیں وہ ائمہ جرح و تعدیل اہل سنت کے ہاں وہ جھوٹ میں معروف ہیں لیکن ان کے متبعین شیعہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کی کذب بیانی اور اختراعی روایات کے باوجود ان کو سچا سمجھتے ہیں اور عین اسی دوران ان کا ماہنامہ رسالہ الاسلام جسے دار التقریب شائع کر رہا ہے۔ اسمیں محکمہ قضا علیہ شرعیہ شیعہ کا قاضی اور مجتہد محمد حسن الاشتیانی تالیوں کی گونج میں علانیہ کہہ رہا ہے کہ امور غیبیہ کے

بارے میں رسول علیہ السلام کی وحی کی تصدیق واجب نہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ رسول علیہ السلام کا مشن صرف اتنا ہو کہ وہ وضوء اور حیض و نفاس کے مسائل بتلائیں

اماموں کا مقام رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہے

ذرا غور فرمائیے کہ ائمہ کا مقام رسول اللہ علیہ السلام سے اونچا بتلا رہے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام پر بھیجی ہوئی وحی وضوء وغیرہ فقہی جزئیات کے علاوہ واجب التسلیم نہیں اور ائمہ نے کبھی یہ دعوٰے نہیں کیا کہ ہمارے اوپر وحی نازل ہوتی ہے اسکے باوجود انہیں رسول علیہ السلام سے زیادہ مقام دے رہے ہیں (جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے) اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اسکے بعد ہمارے اور ان کے درمیان اتفاق و اتحاد کا کونسا ذریعہ باقی ہے۔

اسلامی حکومتوں کے ساتھ ان کا موقف

تاریخ کے تمام ادوار میں یہ بات ملتی ہے کہ جمہور شیعہ کے خواص و عوام کا اسلامی حکومتوں کے ساتھ یہ موقف رہا ہے کہ اگر حکومت مستحکم اور طاقتور ہے تو عقیدہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے زبانی تملق و چاپلوسی سے کام لیتے تاکہ اس سے مالی فائدے حاصل کئے جا سکیں۔ اور اپنے مراکز قائم کئے جا سکیں اور اگر حکومت کمزور پڑ گئی اور کسی طرف سے اس پر دشمنوں کا حملہ ہوا تو یہ دشمنوں میں جا گھسے اور حکومت پر ٹوٹ پڑے۔ یہی پوزیشن تھی اُن کی اموی حکومت کے آخری دور میں ان کے خلفاء پر انکے چچازاد بھائیوں بنی عباس نے انقلاب بپا کیا۔ بلکہ یہ انقلاب شیعہ کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے وجود میں آیا اور پھر یہی ان کی مجرمانہ پالیسی عباسیوں کے ساتھ بھی رہی۔

جب ہلاکو خان اور مغل بت پرست خلافت اسلامیہ کے اسلامی ثقافت و علوم کے مرکز پر حملہ آور ہوئے تو شیعہ حکیم، عالم، شاعر نصیر طوسی جو عباسی خلیفہ معتصم

کی مدح سرائی میں قصیدے لکھا کرتا تھا۔ ۶۵۵ھ میں ہلاکو سفاح کی ظالمانہ کاروائیوں میں پیش پیش تھا اور مسلمانوں کے مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے قتل عام سے مسرور تھا اور عالم اسلامی کی قیمتی متاع کتابوں کے دریائے دجلہ میں ڈبو دینے پر رضامندی کا اظہار کر رہا تھا جس سے کئی دنوں تک قلمی مخطوط کتابوں کی سیاہی سے دجلہ کا پانی سیاہ رہا جس سے تاریخ و ادب لغت و شعر اور خاص طور پر اسلام کے پہلے قافلہ کی مصنفات و مؤلفات کا بیشتر حصہ ضائع ہو گیا۔ اس حادثہ سے علوم و معارف کا وہ نقصان ہوا جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی

علقمی اور ابن حدید کی خیانت

شیخ الشیعہ نصیر طوسی کے ساتھ اس عظیم خیانت میں اس کے دو ساتھی ایک شیعہ وزیر محمد بن احمد العلقمی اور دوسرا عبدالحمید بن ابی الحدید ہے جو علقمی کا دست راست تھا۔ یہ معتزلی مؤلف جو شیعوں سے بھی زیادہ شیعہ تھا۔ اسکی پوری زندگی اصحاب رضؓ رسول علیہ السلام کی دشمنی میں گذری ہے اس نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے جس کو تاریخ اسلام کو مسخ کرنے والی جھوٹی روایات سے بھر دیا ہے۔ چنانچہ اس سے ہمارے سنیوں کے بہت سارے ذہین و فاضل لوگ بھی دھوکا کھا جاتے ہیں اور ہمارے بعض مؤلفین بھی ان سے دھوکا کھا جاتے ہیں اسلام کی ماضی کے حقائق کھلے ہوئے ہیں اور طوسی کہتا ہیں نے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا ہے ان کے حالات و فروعات سے واقفیت حاصل کی ہے تمام کو مسئلہ ایمان کے بارے میں مشترک پایا ہے۔ اگرچہ ان میں ثبوت و نفی کی کچھ چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر سوائے فرقہ امامیہ کے تمام فرقوں میں ایمان کے بارے میں ایک ہی عقیدہ ہے فرقہ امامیہ کے سوا کوئی نجات یافتہ ہو سکے تو تمام فرقے نجات پا جائیں مگر ظاہر ہے کہ نجات پانے والا فرقہ صرف امامیہ شیعہ ہے اور کوئی نہیں۔

خونساری نے کہا ہے کہ سید نعمت اللہ

نجات کا دار و مدار اہل بیت کی ولایت پر ہے

موسوی نے اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ شہادتین یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ ان دونوں کے اقرار و تصدیق پر نجات کا دار و مدار ہے وہ حضور نبی علیہ السلام کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ من قال لا الٰہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) دخل الجنۃ۔ "یعنی جو شخص کلمہ کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

رہا فرقہ امامیہ تو ان کا اس پر اجماع ہے کہ:۔ ان النجاۃ لا تکون الا بولایۃ اھل البیت الی الامام الثانی عشر والبراءۃ من اعداءھم (ای من ابی بکر و عمر الی اخر من ینتمی الی الاسلام من غیر الشیعۃ حکاما و محکومین فھی مباینۃ لجمیع الفرق فی ھذا الاعتقاد الذی تدور علیہ النجاۃ۔ "کہ نجات نہیں ہوسکتی سوائے اہل بیت کی ولایت کے بارہویں امام تک اور براءت و تبرے کہ ان کے دشمنوں سے (یعنی ابوبکر و عمر سے لیکر اس آخری شخص تک جو اسلام کی طرف منسوب ہوتا ہے سوائے شیعہ کے تمام حکام و محکومین سے اظہار براءت کرے پس یہ ہے وہ مباینت تمام فرقوں سے اس عقیدے کے بارے میں جس پر نجات کا دار و مدار ہے۔"

تاریخ میں دخل اندازی

ابن علقمی جس نے خباثت و غدر کا مظاہرہ کیا جبکہ خلیفہ مستعصم باللہ نے درگذر کرتے ہوئے اور مہربانی فرماتے ہوئے اس کو اپنا وزیر بنایا تو اس نے اپنی فطرتی خباثت سے کام لیتے ہوئے احسان کا یہ بدلہ دیا۔

اب اس پچھلے دور تک شیعہ حضرات ھلاکو کی ظالمانہ حرکتوں سے جو مسلمانوں کو تکالیف پہنچی ہیں اس میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور اہل اسلام کی مصیبت کے واقعات سے تلذذ حاصل کرتے ہیں، جس کا جی چاہے وہ نصیر طوسی کی سوانح و حالات کی کتب کا مطالعہ کرے جس کی آخری کڑی (روضات الجنات خونساری کی مؤلفہ کتاب ہے۔ جو ھلاکو کی پارٹی کے سفاحوں اور خائنوں کی تعریف و مدح سے پُر ہے اور اس پر خوشی کا اظہار ہے کہ مسلمان مردوں عورتوں بچوں اور بوڑھوں کا قتل عام کیا گیا۔ یہ ایسے مظالم تھے کہ ان پر خوشی کا اظہار اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن اور انتہائی سنگدل وحشی کرتے ہوئے شرماتا ہے۔

یہ موضوع باوجود اس کوشش کے کہ مختصر ہے کچھ طویل ہوگیا۔ اس میں ہم نے شیعہ مذہب کی مستند کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں۔ اب ہم اس کو ایک اور عبارت پر ختم کرینگے جس کا ہمارے موضوع اتحاد و تقریب سے بہت گہرا تعلق ہے تاکہ ہر مسلمان پر دیگر مذاہب کے ساتھ تقریب و اتحاد کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ اور شیعہ مذہب کے ساتھ اتحاد و تقریب کا محال و ناممکن ہونا آشکارا ہو جائے۔ جس کا انہوں نے برملا اعتراف کیا ہے جو آگے آرہا ہے۔ خونساری جو شیعہ مذہب کے مشہور مورخین میں سے ہیں اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ تہران طبع ثانی ۱۳۶۷ھ کے صفحہ ۵۷۹ میں نصیر طوسی کے مفصل حالات میں نقل کیا ہے کہ علامہ نصیر کے کلام میں بہترین قابل رشک کلام جو حق و تحقیق میں انتہائی باکمال ہے وہ فرقہ ناجیہ کے تعیّن کے بارے میں ہے کہ تہتر فرقوں میں نجات پانے والا فرقہ صرف امامیہ یعنی شیعہ ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

شیعہ کا اہل اسلام سے فقط فروع ہی میں نہیں بلکہ اصول میں اختلاف ہے

طوسی موسوی خونساری نے سچ کہا ہے ...... اور جھوٹ کہا ہے۔

سچ کہا ہے کہ تمام اسلامی فرقے اصول میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور دوسرے درجے کے مسائل میں مختلف ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان باہمی مفاہمت و اتحاد اصول میں ہو سکتا ہے اور یہ اتحاد شیعہ امامیہ کے ساتھ محال و ناممکن ہے اسلئے کہ انہیں تمام اہل اسلام سے اصولی اختلاف ہے اور مسلمانوں سے صرف اسی صورت میں راضی ہو سکتے ہیں کہ وہ شیخین ابو بکرؓ و عمرؓ سے لے کر ان کے بعد آجتک کے تمام مسلمانوں پر لعن طعن کریں اور یہانتک کہ اہل بیت رسول علیہ السلام سے جو شیعہ نہیں حضور نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں اور ان کے شوہر عثمان ذوالنورین اور اموی عاص بن ربیع اور انکے علاوہ امام زید بن علی زین العابدین اور ان اہل بیت پر بھی تبرا کریں جو رافضی جھنڈے کے نیچے نہیں آئے اور رافضی عقیدہ کے مطابق قرآن پاک کو محرّف نہیں جانتے۔ جیسے کہ شیعہ علماء کی ترجمانی کرتے ہوئے مرزا حسین بن محمد تقی نوری طبرسی نے اپنی کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" میں لکھا ہے:۔

یہ ہے وہ شیعہ کی طرف سے اتفاق و اتحاد کے لئے شرط کہ ہم اصحاب رسول علیہ السلام پر لعنت کریں اور ہر وہ شخص جو شیعہ کے دین پر نہیں ہے اس سے

اظہار براءت کریں خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہوں، داماد ہوں، یا سادات میں سے جو اُن کے ہمنوا نہ ہوں۔ یہ ہے وہ سچی بات جو نصیر طوسی سے منقول ہے۔ جس کی اتباع نعمت اللہ موسوی اور مرزا محمد باقر خونساری کرتے ہیں۔ اسمیں کوئی شیعہ ان کے خلاف نہیں ہے۔

رہی وہ بات جسمیں انہوں نے جھوٹ کہا ہے وہ ہے ان کا وہ دعوےٰ کہ صرف شہادتین کے اقرار پر غیر شیعہ مسلمانوں کے ہاں نجات کا دارومدار ہے۔ اگر انہوں نے عقل و خرد کا کوئی ادنیٰ حصہ ہوتا تو سمجھتے کہ شہادتین کا اقرار ہمارے ہاں اسلام میں داخل ہونے کا عنوان اور دروازہ ہوتا ہے۔ کلمے کا اقرار کرنے والا کوئی کافر حربی جنگ لڑنے والا ہی کیوں نہ ہو دنیا میں کلمہ کے اقرار کے بعد اس کی جان و مال محفوظ ہو جائینگے رہا آخرت میں نجات کا دارومدار تو ایمان پر موقوف ہے۔ اور ایمان کیا ہے اسے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کی زبانی سنئے وہ فرماتے ہیں:۔

"ایمان نام ہے فرائض حدود سنّت رسول علیہ السلام اور تمام شریعت کی تصدیق کا جس نے اس کی تکمیل کی ایمان کو مکمل کر لیا اور جس نے اس کو نہیں اختیار کیا اس نے ایمان کو کامل و مکمل نہیں کیا۔"

اور اس ایمان میں بارہویں امام کی تصدیق شرط نہیں اسلئے کہ وہ ایک موہوم شخصیت ہے۔ حضرت حسن عسکری کی طرف جھوٹی نسبت ہے جو اس دنیا سے لاولد مرے ہیں۔ اور ان کے بھائی جعفر نے ان کو لاولد قرار دیا ہے۔ علویوں کے پاس شجرۂ نسب کے لئے ایک رجسٹر تھا جس میں پیدا ہونے والے بچے کا نام درج کرتے تھے اور اس میں امام حسن عسکری کے کسی بیٹے کا نام نہیں

درج کیا گیا اور ان کے معاصر علوی حضرات اس بات کو نہیں تسلیم کرتے کہ امام حسن عسکری کسی بیٹے کو چھوڑ کر مرے ہیں۔ ہوا یہ کہ حضرت امام عسکری کے لاوارث فوت ہونے کی وجہ سے سلسلۂ امامت اُن کے ماننے والے امامیہ کے ہاں موقوف ہو گیا تو اُن میں سے ایک نیا فرقہ نصیریّہ پیدا ہوا۔

فرقہ نصیریّہ کا وجود

ایک بڑے مکّار نے جس کا نام محمد بن نصیر تھا جو نبی نمیر کے موالی میں سے تھا اس نے ایک شوشہ چھوڑا کہ حسن عسکری کا ایک بیٹا باپ کے گھر کے ایک غار میں چھپا ہوا ہے تاکہ اس نام سے عوام شیعہ کو گمراہ کر سکیں اور ان سے زکوٰۃ و دیگر اموال وصول کر سکیں اور دعویٰ کر سکیں کہ مذہبِ امامیہ کا امام، امام غائب ہے۔ اس شخص نے سوچا کہ میں امام اور عوام کے درمیان غار کا دروازہ بن جاؤں۔ ان میں ایک نیا فرقہ نصیریہ وجود میں آیا۔ اب یہ اس انتظار میں ہیں کہ بارھویں امام غار سے نکلیں گے اور ان کی شادی ہوگی اور ان کے بیٹے ہونگے پوتے ہونگے اور وہ امامت کرینگے اور حاکم بنینگے۔ اور مذہب امامیہ ہمیشہ باقی رہے گا ان سطور کے لکھتے وقت وہ امام غار میں چھپے بیٹھے ہیں ظاہر نہیں ہوے۔ اس قسم کی کہانیاں یونانیوں میں بھی نہیں سُنی گئیں۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ اسطرح کی خرافات پر تمام اہل ایمان جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل کی دولت سے نوازا ہے ایمان لے آئیں اور ان کی تصدیق کریں تاکہ ان کے اور شیعہ کے درمیان اتفاق و اتحاد ہو سکے یہ بات انتہائی ناممکن ہے۔ اس کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تمام عالم اسلام دماغی امراض میں مبتلا ہو جائے اور کسی ہسپتال میں اس جنون کے علاج کے لئے داخل ہوں (العیاذ باللہ)۔

(خدا کی پناہ)۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں عقل کی نعمت سے نوازا ہے اسلئے کہ مکلّف ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے۔ ایمان کی دولت کے بعد کائنات میں سب سے بڑی نعمت عقل کی دولت ہے۔

اہل اسلام کی دوستی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل اسلام ہر اس شخص سے محبت رکھتے ہیں جو صحیح الایمان مومن ہو اور اہل ایمان میں تمام اہل بیتِ رسول علیہ السلام بھی (پانچ یا بارہ) کا عدد مقرر کئے بغیر بھی شامل ہیں۔ اور ان مومنین میں اوّلین طور پر وہ (عشرہ مبشرہ[1]) دس صحابیؓ ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ ان کی تکفیر کے اسباب میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول کی مخالفت کریں کہ یہ دس صحابہؓ جنّتی نہیں اور ایسا ہی اہل اسلام تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں۔ جنکے کندھوں پر اسلام اور عالم اسلام قائم ہوا ہے۔ حق اور خیر کا نشو و نما اسلامی ممالک کی زمین پر ان کے خون سے ہوا ہے۔ اور صحابہ کی جماعت کے بارہ میں شیعہ نے حضرت علیؓ اور ان کے بیٹوں پر جھوٹ باندھا ہے کہ یہ ان کے دشمن تھے حالانکہ صحابہ کرام کی حضرت علیؓ کے ساتھ معاشرت بھائیوں کی طرح تھی۔ ایکدوسرے سے محبت و تعاون کرنے والے اور اسی محبت و دوستی پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ سب سے سچّی ذات باری تعالےٰ نے ان کی تعریف اپنی کتاب کی سورۃ الفتح میں فرمائی۔ قرآن ایسی کتاب

---

[1] اسمائے مبارکہ عشرہ مبشرہ :- سیدنا[1] ابوبکر صدیقؓ۔ فاروق اعظم[2] (عمر بن الخطاب)، عثمان[3] غنیؓ۔ علی[4] المرتضیٰؓ۔ طلحہ[5] بن عبید۔ زبیر[6] بن العوامؓ۔ عبدالرحمٰن[7] بن عوفؓ۔ سعد[8] بن ابی وقاصؓ۔ سعید[9] بن زیدؓ۔ ابوعبیدہؓ[10] بن الجراح۔

ہے کہ باطل اس کے پاس آگے اور پیچھے کسی طرف سے نہیں آسکتا۔ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ الآیۃ ۔

اس پاک کلام میں صحابہ رضؓ کے بارے میں ارشاد ہے :۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ۔ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں ۔

دوسرے مقام پر سورۃ الحدید میں فرمایا ہے ۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی

نہیں برابر تم میں سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی۔ یہ لوگ بڑے ہیں درجوں میں ان لوگوں سے کہ خرچ کیا انہوں نے پیچھے اس سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ نے اچھا۔

اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف کرے گا ؟ ہرگز نہیں ۔

اور ایک مقام پہ فرمایا :۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تم بہترین امت ہو تمہیں انسانوں کے نفع کے لئے نکالا گیا ہے ۔

چاروں خلفائے راشدین کی باہمی محبت

حضرت علی رضؓ کی اپنے تین بھائیوں خلفاء راشدین سے محبت کا بین ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے حسن رضؓ و حسین رضؓ اور ابن الحنفیہ کے بعد والے بیٹوں کے نام ابوبکر۔ عمر اور عثمان رکھے اور اپنی بیٹی ام کلثوم الکبریٰ کو حضرت عمر رضؓ کے نکاح میں دیا۔ حضرت عمر رضؓ کی شہادت کے بعد اپنے چچازاد بھائی محمد ابن جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں آئیں۔ عبداللہ رضؓ بن جعفر

ابن ابی طالب (ذوالجناحین) نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر دوسرے کا نام معاویہ رکھا۔ اور انہوں نے آگے اپنے بیٹے کا نام یزید رکھا۔ اسلئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یزید اچھے اخلاق رکھتا تھا۔ یزید کے بارے میں محمد بن حنفیہ بن علی بن ابی طالب کی رائے آگے ملاحظہ فرمائیے۔

ہم کیوں اظہار برأت کریں

اتفاق و اتحاد کی قیمت ہم سے جو مذہب شیعہ وصول کرنا چاہتا ہے وہ ہے اصحاب نبی علیہ السلام سے اعلان برأت اور ان کی شان میں وہی گستاخیاں جو وہ کر رہے ہیں ، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں پہلے خطاوار بقول ان کے حضرت علی رضؓ شمار ہوں گے کہ انہوں نے خود اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان رکھے ، اور اس سے بھی بڑی غلطی اپنی بیٹی اُمّ کلثوم کو حضرت عمر رضؓ کے نکاح میں دینا ہے۔ اور پھر امام محمد بن حنفیہ بن علی رضؓ نے یزید کے بارے میں جو شہادت دی ہے اس میں وہ جھوٹے ثابت ہونگے۔ جب اُن کے پاس عبداللہ بن زبیر کا قاصد عبداللہ بن مطیع یزید کے خلاف تعاون حاصل کرنے کے لئے آیا تو اُس نے یزید کے بارے میں کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور نماز کو چھوڑ دیتا ہے اور قرآن پاک کے حکم سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے جواب میں محمد بن علی نے فرمایا جیسے کہ البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۲۳۳ میں ہے۔ جن چیزوں کا تذکرہ تم کر رہے ہو ان میں سے میں نے اسمیں کوئی بھی نہیں دیکھی میں اس کے پاس گیا اور اسکے پاس مقیم ہوا میں نے اسے ہمیشہ نماز کا پابند اور اچھائی کی تلاش کرنے والا پایا۔ مسائل فقہ کو پوچھتا تھا اور سنت رسول علیہ السلام کی تابعداری کرتا تھا۔ ابن مطیع اور اس کے ساتھیوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ سب کچھ اس کی ظاہرداری اور تصنع ہے۔ آپ نے جواب دیا اسے مجھ سے کیا خوف تھا

اور کونسی لالچ تھی کہ وہ تصنع کا مظاہرہ کرتا۔ اور کیا اس نے تم سے شراب پینے کی بات کی ہے اور تمہیں مطلع کیا ہے تو پھر تم شراب پینے میں اس کے شریک کار ہو۔ اور اگر اس نے تمہیں کوئی اطلاع نہیں دی تو پھر تمہارے لئے حلال نہیں کہ اس بات کی شہادت جس کا تمہیں علم ہی نہیں تو انہوں نے عرض کیا اگرچہ ہم نے اس کو دیکھا تو نہیں مگر ہمارے نزدیک یہ بالکل حق ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار فرماتے ہیں اور حکم دیتے ہیں :۔ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ "شہادت حق وہ ہے کہ اس کا علم ہو۔" میں تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں ہوں۔

جب حضرت علیؓ کی اولاد کی یزید[1] تک کے بارے میں یہ شہادت ہے تو ہم شیعہ کے کہنے سے حضرات صحابہؓ کرام (باستثناء انبیاء علیہم السلام)، اللہ تعالےٰ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ۔ طلحہؓ زبیرؓ۔ عمرو بن عاصؓ اور دیگر تمام صحابہؓ جنہوں نے ہمارے تک اللہ تعالےٰ کی کتاب کو اور جناب رسول اللہ علیہ السلام کے مبارک طریقوں کو پہنچایا ہے اور ہمیں یہ عالم اسلامی دیا ہے جس میں رہ رہے ہیں ان حضرات کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بلاشبہ قرب و اتحاد کے لئے شیعہ جو ہم سے قیمت مانگتے ہیں اور سودا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ زبردست خسارہ کا سودا ہے۔ اپنی تمام متاع ثمین دے کر صرف خسارہ ہی لینا ہے تو اس قسم کے خسارہ کا سودا کرنے والا احمق ہے۔ اس لئے کہ ولایت اور برأت جن کی بنیاد پر مذہب شیعہ قائم ہے، جس کو نصیر طوسی نے ثابت کیا ہے اور نعمت اللہ اور خونساری نے اس کی تائید کی ہے۔ اس کا سوائے اسکے کوئی مقصد نہیں ہو سکتا کہ دین اسلام کو بدل دیا جائے اور جن حضرات کے کاندھوں پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے

[1] یزید کے بارہ میں محمود احمد عباسی اور اسکے پیروکاروں کا نظریہ کہ وہ خلیفہ راشد تھا وغیرہ ہم اسے باطل سمجھتے ہیں اسکے بارہ میں ہمارا موقف وہی ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ اور اکابر علماء دیوبند کا ہے۔ وہ اپنے دور کے صلحا کے مقابلے میں فاسق تھا۔ اس مسئلہ پر قاضی

ان سے دشمنی کی جائے۔ بلاشبہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے کہ صرف ان کا فرقہ ہی نجات پانے والا ہے جو تمام اہل اسلام سے مخالف ہے۔

اسماعیلیہ فرقہ

اسمٰعیلی فرقہ بھی عقائد میں دوسرے شیعہ فرقوں کیطرح ہے اور اہل اسلام کی مخالفت میں دیگر شیعہ فرقوں کے برابر ہے ان میں فرق صرف آل بیت کی محبت میں بعض افراد کے تعین کا ہے۔ امام جعفر صادق تک تو دونوں مشترک ہیں۔ آگے امامیہ فرقہ والے موسیٰ بن جعفر اور ان کی نسل کی ولایت کے مدعی ہیں اور اسمٰعیلیہ فرقہ والے اسمٰعیل بن جعفر اور ان کی اولاد کی ولایت اور محبت کے دعویدار ہیں۔ اسمٰعیلیہ فرقہ والوں کو اماموں کے بارے میں انتہائی غلو نے اقلیت بنا دیا ہے اور خاص طور پر صفوی حکومت کے دور میں امامیہ کے حسد کی وجہ سے نیز مجلسی اور ان کے معاونین کے ہاتھوں اور نقصان اٹھانا پڑا مگر اب اس غلو میں اسمٰعیلیہ سب کے سب بلا استثناء برابر ہیں اور اس کا اعتراف ان کے ایک بڑے عالم آیت اللہ مامقانی نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" میں کیا ہے۔ جہاں انہوں نے متقدمین غالیوں کے عقائد کا ذکر کیا ہے وہیں انہیں یہ کہنا پڑا ہے کہ :۔

" جو غلو اسمٰعیلیوں میں تھا وہ اب تمام شیعہ کی ضروریات مذہب میں شمار ہونے لگا ہے۔"

اب دونوں میں کوئی فرق نہیں رہا۔ صرف شخصیتوں کا فرق ہے۔ اماموں کو

مقام الوہیت تک پہنچانے میں اور رسول اللہ علیہ السلام سے اونچا مرتبہ دینے میں بھی دونوں یکساں ہیں۔ جیساکہ امامیہ کے شیخ محمد حسن آشتیانی نے حضور علیہ السلام کی جنت دوزخ آسمان وزمین کی پیدائش کی خبروں کو سچا ماننے اور تصدیق کو ضروری نہیں قرار دیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنے اماموں کی طرف اور خاص طور پر بارہویں موہوم امام کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں اور انہیں یونانیوں کی طرح خدائی کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔

اتفاق واتحاد کا شیعہ اور تمام اسلامی فرقوں کے درمیان غیر ممکن ہونے کا سبب اُن کا اہل اسلام سے اصول میں اختلاف ہے۔ جیساکہ نصیر الطوسی نے اعلان کیا ہے۔ نعمت اللہ موسوی اور باقر خونساری نے اس کی تائید کی ہے۔ اور ہر شیعہ اس کا یقین رکھتا ہے۔ یہ تو باقر مجلسی کا دور تھا اب تو حالت پہلے سے بھی زیادہ سخت اور پریشان کن ہے۔

شیعہ خود ہی اتحاد کو نہیں چاہتے بلکہ ان کا مقصد مذہب کی اشاعت ہے

بے کھٹکا یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ شیعہ امامیہ ہی اتحاد واتفاق کو نہیں

چاہتے۔ اس کے لئے انہوں نے قربانی دی اور مال کو خرچ کیا۔ تاکہ اتفاق کی دعوت صرف ہمارے علاقوں (سنیوں) میں چلے۔ اور شیعہ ریاستوں میں ذرا سی آواز بھی اتفاق کی نہیں اٹھنے دی اور نہ ہی اس کی طرف کوئی قدم اٹھایا۔ اور ان کی درسگاہوں میں بھی اتفاق واتحاد کے کوئی نشانات نہیں پائے جاتے۔ اس لئے یہ دعوت یک طرفہ ہو کر رہ گئی ہے۔ جیساکہ ہم نے مضمون کے آغاز میں ذکر کیا۔ یہ دعوت اس طرح ہے کہ بجلی کے تاروں موجبہ کو سالبہ سے اور سالبہ کو موجبہ سے نہ ملایا جائے تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ ایسے ہی اس محنت کا بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ یہ بچوں کا کھیل اور بے مقصد محنت ہے۔

اس کا فائدہ جبھی ہو سکتا ہے کہ شیعہ حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ اور تمام صحابہؓ کرام پر لعن طعن کو ترک کر دیں اور صحابہؓ سمیت دیگر اہل ایمان سے برأت وتبرے سے باز آ جائیں اور اہل بیت کے بزرگ اماموں کو بشریت کے مقام سے بڑھا کر خدائی کے مرتبہ تک یونانیوں کی طرح پہنچانے کو چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ ان کے اس قسم کے افکار) اسلام پر ظلم وعدوان ہے اور دین اسلام کو جس نہج پر رسول اللہ علیہ السلام اور صحابہ کرام نے بشمولیت سیدنا علیؓ اور ان کی اولاد نے آنے والی امت کے لئے چھوڑا تھا۔ اس راستے کو یکسر بدلنا ہے اور اگر شیعہ نے اسلام، عقائد اسلام اور اس کی تاریخ پر اپنی زیادتی وتعدی کو نہ چھوڑا اور اپنی اس روش کو نہ تبدیل کیا تو یہ تمام اہل اسلام سے اصولی مخالفت کرکے خود ہی تنہا رہ جائینگے۔ اور یہ مسلمانوں سے علیحدہ شمار ہونگے۔

ہم نے اس مقالہ میں ایک حقیقت کی طرف ہلکا سا اشارہ کیا

تھا کہ کمیونزم کا اثر جو عراق میں بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ایران میں حزبِ تودہ کے ذریعے دیگر اسلامی ملکوں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے کہ دونوں ملکوں میں کمیونزم کو اختیار کرنے والے ابنائے شیعہ میں سے ہیں۔

ان نوجوانوں نے اپنے مذہب کو خرافات و اوھام اور اکاذیب میں ڈوبا ہوا پایا ہے۔ جس کا عقل و فہم کی دنیا سے کوئی علاقہ نہیں اور دوسری طرف ان کے سامنے کمیونزم کی منظم دعوت ہے اور مختلف زبانوں میں لٹریچر ہے جس میں علمی اور اقتصادی وغیرہ پروگرام کر کے انہوں نے نوجوانوں کو اپنے چنگل میں پھانس لیا ہے۔ اور اگر یہ نوجوان دین اسلام کو اسکے فطری اصولوں سے پہچانتے اور شیعہ مذہب کے واسطے کے بغیر اس کو پڑھتے تو یقیناً اس گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔

فتنہ بابیہ

ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ ایران میں فتنہ باب کھڑا ہوا علی بن شیرازی نے دعویٰ کیا کہ وہ آنے والے امام مہدی کا باب (دروازہ) ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اُس نے مزید ترقی کی اور دعویٰ کر دیا کہ :- مہدی منتظر وہ خود ہی ہے۔ ایرانی شیعہ میں سے بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے۔ ایرانی حکومت نے طے کیا کہ اُسے آذربائیجان کی طرف جلاوطن کر دیا جائے اس لئے کہ وہاں کی آبادی سنی حنفی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ متبع سنت ہونے کی وجہ سے ان میں خرافات و اوھام کے گڑھے میں گرنے سے بچنے کی طاقت ہے۔ بخلاف شیعہ کے کہ اوہام پر ہی ان کی عمارت کی بنیاد ہے اس لئے ان کے لئے اس دھوکہ میں پھنسنا اور اس قسم کی دعوت پر لبیک کہنا آسان ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو کسی شیعہ آبادی کے علاقہ کی طرف جلاوطن نہیں کیا۔ جبکہ شیعہ مذہب کی ان کچی باتوں اور خرافات کی وجہ سے بابیوں اور بہائیوں کو ماضی میں کامیابی ہوئی ہے۔

اب جبکہ شیعہ مذہب کے نوجوانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے تو وہ ان بے بنیاد کو جن کی تصدیق عقل انسانی کے بس میں نہیں ہے، چھوڑ رہے ہیں اور کمیونزم کی دعوت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کمیونسٹ انہیں پُرتپاک طریقے سے گلے لگا رہے ہیں۔ اور خوش آمدید کہتے ہوئے انہیں گود میں لے رہے ہیں۔ چنانچہ کمیونزم کو عراق و ایران میں دیگر ممالک سے زیادہ معاونین میسّر آئے۔

یہ چند معروضات اس بنا پر پیش کی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کے ذمہ اپنی ذاتِ عالی اور جنابِ رسول علیہ السلام اور مسلمانوں کے حقوق رکھے ہیں۔ ان کو ادا کرنے اور حقِ نصیحت ادا کرنے میں

؎ شاہ ایران کی حکومت کے خاتمہ پر خمینی انقلاب نے جو تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے اس سے نوجوانوں میں مزید اسلام کے خلاف نفرت پیدا کی ہے جسکی وجہ سے کمیونزم کی راہ ہموار ہو رہی ہے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے مواقع فراہم ہو رہے ہیں۔

(مترجم)۔

کوتاہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین وملت اور عالم اسلام کے اتحاد کی حفاظت فرمائے۔ اسلام کو نقصان، پہنچانے والوں اور اسکے خلاف سازش کرنے والوں کی شر سے قیامت تک محفوظ فرمائے۔ آمین۔

مُحِبُّ الدّین الخطیب۔

اَصحابِ رسُول علیہ السلام

از حافظ نور محمد انور

دین وملت کے طرفدار تھے اصحابِ رسولؐ ہستی کفر سے بیزار تھے اصحابِ رسولؐ
رحمت حق کے طلبگار تھے اصحابِ رسولؐ دینِ قیم کے نگہدار تھے اصحابِ رسولؐ
زندگی انکی بسر خدمتِ ملت میں ہوئی کفر سے برسرِ پیکار تھے اصحابِ رسولؐ
حُبّ یاران نبی پاک کے جذبے کے سبب سب کے سب پیکرِ ایثار تھے اصحابِ رسولؐ
انکی سطوت کے گواہ آج بھی ہیں بدر وحنین بخدا ایسے فداکار تھے اصحابِ رسولؐ
انکے ہر عزم وعمل سے تھا ہراساں باطل بالیقیں غالب کفار تھے اصحابِ رسولؐ
کرتے تھے جان وزر ومال نچھاور حق پر عدل وانصاف کی سرکار تھے اصحابِ رسولؐ
انکی ہیبت سے ہوئے قیصر وکسرٰے نابود کیا ہی جانباز تھے جرار تھے اصحابِ رسولؐ
ان پہ راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب اپنے اللہ کے دلدار تھے اصحابِ رسولؐ
دشمن دیں پہ جھپٹ پڑتے تھے شیروں کیطرح ربّ قہار کی تلوار تھے اصحابِ رسولؐ

ہو نہ کیوں دہر میں نام ان کا فروزاں نور
عاشق احمد مختارؐ تھے اصحابِ رسولؐ

کتبہ محمد اعظم خوشنویس ادارہ اعجاز الکتابت ۶ شاہین مارکیٹ ڈی اے وی کالج روڈ راولپنڈی

قریشی دواخانہ کی چند مفید اور مجرب دوائیں

بعض انتہائی تکلیف دہ امراض کی مجرب اور مفید ترین دوائیں جن سے شافی مطلق نے بہت سے لوگوں کو شفا بخشی ہے وہ پیش خدمت ہیں:-

(۱) **اکسیر اٹھرا** ـــــ اٹھرا کے مرض میں بچے پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا رنگ نیلا۔ سیاہ۔ زرد ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب ماں کے خون کا فساد ہوتا ہے۔ مکمل کورس، تین ماہ قیمت ۱۰۰/۰۰ روپیہ

(۲) **اکسیر مرگی** ـــــ مرگی کے لئے جو انتہائی تکلیف دہ بیماری ہے چار ماہ کا کورس ـــــ قیمت ۱۲۰/۰۰ روپیہ

(۳) **تریاق اوجاع** ـــــ جوڑوں کا درد۔ خاص طور پر چالیس برس سے اوپر کے افراد کے لئے۔ تین ماہ کا کورس۔ قیمت ۹۰/۰۰ روپیہ

(۴) **تریاق بصارت** ـــــ نگاہ کی اکثر خرابیوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ خاص طور پر قریب کی نگاہ کم ہو جانے کے لئے مسلسل استعمال سے نگاہ میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں کو چشمہ کی ضرورت بھی نہیں رہتی ـــــ قیمت فی شیشی ۵۱/۰۰ روپیہ

نوٹ: یہ قیمتیں اندرون ملک کے لئے ہیں۔

قریشی دواخانہ محلہ اندرون حسن ابدال ضلع اٹک پاکستان